ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد٦ جمعۃ المبارک ۷رمئی ۱۹۹۹ء شمارہ ۱۹

۲۰رمحرم ۱۴۲۰ہجری ☆ ۷رہجرت ۱۳۷۸ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہونگے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی۔ بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے۔ ان سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی اور یہودیت کی خصلت مٹادی جائے گی اور ہر ایک حق پوش دجال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجتِ قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھودیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے"۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ مطبوعہ لندن صفحہ ۹ تا ۱۱)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱۷راپریل ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آج ہی ریکارڈ کی گئی بچوں کی کلاس کا پروگرام براڈکاسٹ کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد بچوں نے بہت عمدگی سے تین یونانی فلاسفروں افلاطون، سقراط اور ارسطو کے بارے میں ایک خاکہ پیش کیا جو کافی طویل لیکن دلچسپ تھا۔ آخر میں بچوں کی کلاس کی طرف سے صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب شہید کے متعلق تعزیتی ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

اتوار، ۱۸راپریل ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انگریزی بولنے والوں کی ملاقات کا دن تھا۔ آئرلینڈ کی صورتحال سے متعلق ایک سوال کیا گیا جس کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بہت پیچیدہ معاملہ ہے کیونکہ مذہبی اور سیاسی معاملات الجھے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ مذہب اور سیاست الگ الگ رہنے چاہئیں۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے مذہبی مسائل سیاست سے حل نہیں ہونگے۔

حضور انور نے بہت تفصیل کے ساتھ اتاترک اور جمال عبدالناصر کے زمانے کے حالات بتائے۔ حضور نے آخر پر فرمایا کہ دنیا کو پیغام یہ ہے کہ جہالت کو نفرت کی وجہ سے exploit کیا جاتا ہے اور اس میں دوسروں کا خون بہایا جاتا ہے اور اپنا بچایا جاتا ہے اگرچہ بعد میں ان کا بھی بہہ جاتا ہے۔ لیکن جب مذہبی لوگ لیڈر بنتے ہیں تو وہ بھی کسی مذہب کی اخلاقی اقدار کو بروئے کار نہیں لاتے بلکہ وہ بھی صرف مذہب کا نام استعمال کرتے ہیں اور نفرت ہی ان کا ہتھیار ہوتا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

لوگوں کو تصور نہیں کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کے خون سے کتنی محبت ہے۔ ایسا عاشق ہوں کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی

سیدالشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت کا دلگداز تذکرہ

(گزشتہ خطبہ جمعہ کے سلسلہ میں بعض ضروری وضاحتیں۔ آئندہ چند خطبات میں شہداء کا ذکر چلتا رہے گا)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۳راپریل ۱۹۹۹ء)

لندن (۲۳راپریل): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آیت قرآنی ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ..........الخ﴾ (البقرہ:۱۵۵) کی تلاوت کی اور ترجمہ پیش فرمایا۔ اس آیت کریمہ کا مطلب ہے کہ جو بھی اللہ کی راہ میں قتل کئے جاویں ان کو مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں جبکہ حال یہ ہے کہ تم شعور نہیں رکھتے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہی وہ آیت ہے جو شہداء کے ضمن میں ہمیشہ پڑھی جاتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس تعلق میں گزشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں فرمایا کہ گزشتہ خطبہ میں بعض غلطیاں ہوئی ہیں جن کی اصلاح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں نے مکرم غلام قادر شہید کو اپنے دور کا سیدالشہداء کہہ دیا تھا۔ دوسرے روز ہی صبح میں نے پرائیویٹ سیکرٹری کو ہدایت کی کہ جماعتی اخبار، رسالوں میں یہ لفظ اس طرح شائع نہ ہوں کیونکہ مجھے خیال آیا کہ اللہ کے سوا کون کسی کو سیدالشہداء کہہ سکتا ہے اور کسی دور کی نسبت سے بھی اللہ ہی کو حق ہے کہ وہ کسی کو سیدالشہداء کہے۔ اس تعلق میں میرا ذہن حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی طرف گیا اور خیال آیا کہ اگر میری یہ بات اسی طرح جماعت کے اخبارات و رسائل میں آگئی اور لوگ یہی سنتے رہے تو یہ ناجائز دوڑ شروع ہو جائے گی کہ اِس دور کا یہ سیدالشہداء ہے اور اُس دور کا وہ۔ اصل میں سیدالشہداء صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید ہی رہیں گے جنہیں اس زمانہ کے مامور نے اللہ سے علم پاکر سیدالشہداء فرمایا ہے۔

اس وضاحت کے علاوہ مزید بعض امور کی وضاحتیں کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ایک غلطی ایسی ہوئی ہے جو میرے علم میں ہے کہ غلط ہے اور میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا کہ غلام قادر شہید میں میرا یا میر داؤد احمد صاحب یا میر محمد اسحاق صاحبؓ کا خون دوڑ رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ میں یہ کہتا کہ غلام قادر شہید کی اولاد میں یہ خون اکٹھے ہوگئے ہیں، یہ کہا گیا کہ اس میں میرا خون دوڑ رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پس جو خون بہا ہے وہ بلاشبہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جانؓ کا خون تھا۔ ایک اور غلطی جو لفظی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے ایک بچے کا نام محمد مقلح ہے، میں اسے محمد معظم پڑھ گیا تھا اس کی بھی درستی ضروری تھی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک اور بات یہ ہے کہ اس سارے عرصہ میں میں مُحَرَّم کا لفظ استعمال کرتا رہا ہوں حالانکہ اچھا بھلا علم ہے کہ مُحَرَّم کا مہینہ ذوالحجہ کا مہینہ ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔

لیکن میں حج کے معاً بعد یہ کہنے لگ گیا کہ مُحَرَّم شروع ہو گیا ہے اس لئے اس مہینہ میں خاص طور پر آنحضرت ﷺ اور آپؐ کی آل پر توجہ کے ساتھ بکثرت درود بھیجیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ غلطی تو میں سمجھتا ہوں اللہ کے تصرف سے ہوئی ہے کیونکہ جماعت کے لئے عملاً مُحَرَّم شروع ہو چکا تھا۔ اس لئے اسے غلطی سے زیادہ میں تصرف الٰہی سمجھتا ہوں کہ مُحَرَّم شروع ہو گیا، دعائیں کرو۔ خدا تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ جماعت حضرت محمدؐ رسول اللہ پر اور آپ کی آل مسیح موعود پر اور ان کی آل پر جو بچی آل ہیں درود بھیجنا شروع کر دیں کیونکہ مُحَرَّم سے پہلے ہی یہ واقعہ ہو جانا تھا جس نے کربلا کی یاد تازہ کرنی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میرے گزشتہ خطبہ سے کئی لوگوں کو یہ تاثر ہوا ہے کہ مجھے جو غلام قادر سے محبت تھی اس میں اپنی بہن امتہ الباسط اور اپنی بھانجی نصرت کا خیال رہا ہے۔ یہ بات ہرگز درست نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ لوگوں کو تصور نہیں کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کے خون سے کیسی محبت ہے۔ ایسا عاشق ہوں کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ حضور نے فرمایا کہ عزیز غلام قادر سے جو محبت تھی وہ بہت پہلے سے ہے۔ اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کیوں ہے مگر اس کی محبت بہت پہلے سے میرے دل میں ڈال دی گئی تھی۔ اور شہید سے جو بھی تعلق تھا وہ اللہ کی طرف سے میرے دل میں ڈالا گیا تھا۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کا بھی ذکر فرمایا جس میں ذکر ہے کہ "غلام قادر آئے، گھر نور اور برکت سے بھر گیا۔ رَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ" یعنی اللہ نے اسے میرے پاس پھر بھیج دیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ غلطی سے اس الہام کو پہلے حضرت مرزا غلام قادر صاحب (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برادر اکبر تھے) پر چسپاں کرنے کی کوشش کی گئی حالانکہ وہ تو اس الہام سے بہت پہلے سے وفات پا چکے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ ظاہر ہے کہ اس میں پیشگوئی تھی کہ تیری اولاد میں ایسا غلام قادر آنے والا ہے جس گھر میں آئے گا وہ نور اور برکت سے بھر جائے گا۔

اس کے بعد حضور نے سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے واقعہ شہادت کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالہ سے ذکر فرمایا اور فرمایا کہ جسے خدا کے مامور نے اللہ سے علم پا کر سید الشہداء کہہ دیا اس کے ساتھ دوسری شہادتوں کی کوئی مماثلت نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ آئندہ خطبات میں بعض دوسرے شہیدوں کا بھی ذکر فرمائیں گے اور ہر شہادت کے ذکر کے وقت ان کے تمام رشتہ دار کامل طور پر یقین کریں گے کہ ان کی شہادت کو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت سے کوئی نسبت نہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس نہایت دردناک، دلگداز ذکر کے دوران فرمایا کہ میں کامل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جماعت کامل روح کے ساتھ انہی رستوں پر چل رہی ہے جو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ نے ہمارے لئے بنائے تھے گو ان سے نسبت کوئی نہیں مگر غلامانہ طور پر انہی رستوں پر کاربند ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم مرزا غلام قادر شہید کے متعلق فرمایا کہ انہیں جو یہ دو فضیلتیں حاصل ہیں انہیں تو کوئی چھین نہیں سکتا۔ ایک تو یہ کہ آپ کی رگوں سے وہ خون ٹپکا ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جانؓ کا خون شامل تھا۔ اس واقعہ نے کربلا کی یاد کو ہم پر تازہ کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ میں بار بار کہہ رہا تھا کہ محرم شروع ہو گیا۔ دوسرے یہ الہام ہے جس پر پہلے میری نظر نہیں تھی کہ غلام قادر آئے، گھر نور اور برکت سے بھر گیا۔

حضور نے فرمایا کہ بہرحال یہ شہید میرے دَور کے شہیدوں میں ایک استثنائی شان رکھتا ہے۔ حضور انور نے آئندہ خطبات میں بھی شہداء کے ذکر کو جاری رکھنے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ان یاروں کا ذکر چلتا رہے گا اور دلوں کی محفلیں تازہ ہوتی رہیں گی۔

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

☆......ایک سوال شیطان اور ابلیس میں فرق کے متعلق کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ابلیس ناری فطرت اور ہلاکت کا مظہر ہے جبکہ انسان طینی خصلت سے بنا جو زندگی کا سرچشمہ ہے۔ اس طرح یہ زندگی اور موت کی لازوال کشمکش ہے۔ شیطان ہر انسان میں ہے۔ ہر انسان جانتا ہے کہ اس کے اندر ایک برائی کا میلان موجود ہے اور اس کے خلاف ایک کشمکش جاری رہتی ہے۔ ضمیر کی آواز جب تک زندہ رہے انسان برائی سے بچا رہتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ نے شیطان کا مقابلہ کیا اگر عیسائی بھی اس طرح کرتے تو کبھی تثلیث کا شکار نہ ہوتے اور موحد ہی رہتے۔ حضور نے فرمایا کہ شیطان خدا کے بندوں پر کبھی تسلط نہیں پا سکتا۔

☆......ان کے علاوہ چند عام نوعیت کے سوال بھی پوچھے گئے جن کے جواب حضور انور نے ارشاد فرمائے۔ مثلاً کیا مسلمان عورت کو ملازمت کے دوران نرسوں والا لباس پہن لینا چاہئے۔ اور مذہب انسان کو کس طرح بہتر بنا سکتا ہے؟ وغیرہ۔

سوموار، ۱۹/اپریل ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۵ جو ۱۲/جولائی ۱۹۹۴ء کو براڈکاسٹ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۲۰/اپریل، بدھ ۲۱/اپریل ۱۹۹۹ء:

ان دو ایام میں بالترتیب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اردو بولنے والے احباب کی ۲۰/اکتوبر ۱۹۹۵ء اور ۲۷/اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی ملاقات کے پروگرام دوبارہ نشر کئے گئے۔

جمعرات، ۲۲/اپریل ۱۹۹۹ء:

آج حضور انور کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۶ جو ۱۸/جولائی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۳/اپریل ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے زائرین کی ۱۹/اپریل ۱۹۹۹ء کو ریکارڈ کی گئی ملاقات پہلی بار نشر کی گئی۔ سوال کرنے والے نے سورۃ نوح کی ۸ تا ۱۰ آیات کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے ان آیات کی مزید تشریح کی درخواست کی۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ آیات تبلیغ کے تدریجی اقدام بتاتی ہیں کہ کس طرح حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کی ہمدردی میں خدا کی رضا کی ترغیب دلاتے ہوئے دن رات محنت کر کے ان پر حجت تمام کر دی۔ تمام کوششوں کے بعد آخر حضرت نوحؑ نے باقی لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے منکرین اور فاجروں کی ہلاکت کی دعا کی۔

☆......خوابوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ خواب نفسانی بھی ہو سکتے ہیں اور الٰہی بھی۔ اگر خواب خدا کی طرف سے ہو تو خواب میں دکھائے گئے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ خدا کے وہ بندے جنہیں علم تعبیر رؤیا سے نوازا گیا ہے وہ نفسانی اور الٰہی خوابوں میں تمیز کر سکتے ہیں۔

☆......اگر کام میں مصروفیت کی وجہ سے نماز قضا کر کے پڑھی جائے تو کیا اس کا اتنا ہی ثواب ہو گا جتنا وقت پر پڑھی گئی نماز کا ہے؟ حضور انور نے فرمایا اس کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ نماز پڑھنے والے کی تمنا پر بھی منحصر ہے۔ بعض دفعہ ایک شخص کسی مجبوری سے نماز باجماعت نہیں پڑھ سکتا لیکن شدید تمنا رکھتا ہے تو اسے باجماعت پڑھنے والے سے بھی زیادہ ثواب مل جاتا ہے۔

☆......ہم کوسووا کے لوگوں کی مدد کیسے کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ دعا کریں یہ سب سے کارگر مدد ہے۔ میں بھی ان کے لئے روزانہ دعا کرتا ہوں۔

☆......دیگر سوالات میں سے چند ایک یہ تھے:

کیا یہ ضروری ہے کہ جہاں کوئی فوت ہو اسے وہیں دفن کیا جائے یا اس کی جائے پیدائش پر لے جایا جائے؟ ☆......کیا خوابوں کی تعبیر دوسروں سے کروا لینی چاہئے یا خود ہی کرنی چاہئے؟ ☆......فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتے ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر انسان کا قلب یعنی دل کتا ہو تو اس قلب میں فرشتہ نہیں آئے گا۔ (مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

کیمیائے دولت جاوید

محترم عبدالرحمن صاحب خاکی مرحوم نے یہ نظم ۱۹۶۲ء میں لکھی اور اسی زمانہ کے الفضل میں شائع ہوئی تھی۔ اسے دوبارہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ھے۔

مضطرب ہے کس قدر اِن شعلہ سامانوں کی خاک
اڑ گئی راہِ وفا میں تیرے دیوانوں کی خاک

کیمیائے دولت جاوید ہیں تیرے شہید
کم نہیں اکسیر سے ان تیرے پروانوں کی خاک

ایک قربانی سے پیدا سینکڑوں عاشق ہوئے
کس قدر زرخیز ہے ان پاک دامانوں کی خاک

زندۂ جاوید ان کو کر دیا ہے عشق نے
موت سے زندہ ہوئی ہے ان کے ارمانوں کی خاک

پا گیا قربِ الٰہی حضرتِ عبداللطیف
رشک اُس کی خاک پر کرتی ہے سلطانوں کی خاک

کشتگانِ خنجرِ تسلیم ہیں یہ سرفروش
درس دیتی ہے وفا کا ایسے انسانوں کی خاک

دل جو ہیں خاکی تہی سوزِ درونِ عشق سے
کام کیا خاک آئے گی ان سُست پیمانوں کی خاک

محرم کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر کثرت سے درود بھیجیں

خدا کا ذکر ان کی روح کی غذا بن گیا تھا

صحابہؓ رسولؐ اور ذکرِ الٰہی

(سید میر محمود احمد ناصر)

ایک روز حضرت معاویہ مسجد میں آئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ بیٹھے ہیں اور ذکر الٰہی کا حلقہ بنا ہوا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کیوں بیٹھے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پوچھا کہ صرف اسی لئے یہاں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یہاں بیٹھنے کا مقصد صرف ذکر الٰہی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ ایک بار آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور کچھ صحابہؓ کو حلقہ باندھے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کس مقصد سے یہاں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں اس لئے بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس نے جو احسانات ہم پر کئے ہیں اور دین کی طرف جو ہدایت ہمیں دی ہے اس پر اس کی حمد کریں۔ آپؐ نے فرمایا کیا خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ تمہارا مقصد صرف یہی ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا ہاں خدا کی قسم ہمارا مقصد صرف یہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے یہ قسم تمہیں اس لئے نہیں دلوائی کہ مجھے تم پر کوئی شک تھا صرف بات یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے۔ (مسلم)

صحابہ کرامؓ کے حالات وواقعات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کی روح کی غذا اور ان کے دل کی لذت بن گیا تھا اور ان کی زبانوں پر سُبْحَانَ اللّٰه، اَلْحَمْدُلِلّٰه، لَآاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه، اَللّٰهُ اَکْبَر، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلاَّبِاللّٰه جاری رہتے تھے۔ ان کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ورثہ میں نہیں ملا تھا بلکہ انہوں نے جان اور مال اور عزت اور جذبات اور وقت کی قربانی کر کے خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق کو حاصل کیا تھا اور جب مکہ کی پتھریلی زمین پر تپتی دوپہر میں ننگے بدن ان کو لٹا کر گھسیٹا جاتا تھا تب بھی ان کی زبان سے خدائے واحد کا ذکر بلند ہوتا تھا اور آیات کریمہ کے مطابق صبح وشام، رات اور دن، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ان کا دل ودماغ ذکر الٰہی سے معطر رہتا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ہمارے سید و مولیٰ ﷺ فداہ نفسی نے فرمایا اَللّٰه اللّٰه فِی اَصْحَابِی کہ میرے صحابہ میں خدا ہی خدا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے دن رات کے ذکر الٰہی کی کیفیت کا اندازہ اس روایت سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے حضرت حارثؓ سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟۔ بولے یا رسول اللہ خدا پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ بولے دنیا سے میرا دل بھر گیا ہے اس لئے رات کو جاگتا ہوں، دن کو بھوکا پیاسا رہتا ہوں گویا مجھ کو خدا کا عرش علانیہ نظر آتا ہے اور اہل جنت کو باہم ملتے جلتے دیکھ رہا ہوں اور گویا اہلِ دوزخ مجھے چیختے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم نے حقیقت کو پا لیا اب اس پر قائم رہو۔ (اسد الغابہ)

ذکرِ الٰہی کے لئے صحابہ کرامؓ کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ جب نماز سے فارغ ہوتے تو نہایت بلند آہنگی سے ذکر الٰہی کرتے جب میں یہ غلغلہ سنتا تو سمجھ جاتا کہ صحابہؓ نماز پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ (مسلم)۔

اسی جوش وخروش کی وجہ سے ایک سفر میں دعا اور ذکرالٰہی کی صدائیں اتنی بلند ہوئیں کہ آنحضرت ﷺ فداہ نفسی نے ازراہ شفقت اس شدت اور بلند آوازی سے صحابہؓ کو منع فرمایا۔

ذکرِ الٰہی کے لئے یہ ذوق و شوق کمزور اور غریب صحابہؓ تک محدود نہ تھا بلکہ امیر وغریب صحابہ سب کے سب اس میں برابر کے شریک تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ غریب مہاجرین آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور اہل ثروت لوگ بڑے درجات پا گئے ہیں کیونکہ وہ ہماری طرح ہی نمازیں پڑھتے ہیں، ہماری طرح ہی روزے رکھتے ہیں مگر ان کے پاس زائد مال ہے جس کے ذریعہ وہ حج اور عمرہ اور جہاد اور صدقہ میں شریک ہوتے ہیں (مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے)۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم اپنے سے پہلوں سے بھی اور بعد میں آنے والوں سے بھی آگے بڑھ جاؤ گے اور کوئی شخص تم سے فضیلت نہ لے جا سکے گا مگر بایں شرط کہ وہ بھی وہی کرنے لگے جو تم کرتے ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ضرور بتائیے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم نماز کے بعد ۳۳۔۳۳ دفعہ تسبیح تحمید اور تکبیر کیا کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد وہ غریب مہاجرین پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی یہ بات سن لی ہے اور یہ ذکرِ الٰہی انہوں نے بھی شروع کر دیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ کہ پھر یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

قیامِ نماز

نماز باجماعت ذکر الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ کہ میرے ذکر کے لئے نماز باجماعت قائم کرو۔ صحابہؓ کو نماز خصوصاً نماز باجماعت کے اہتمام کا اس قدر احساس تھا کہ بخاری میں آتا ہے کہ جب جماعت ہونے لگتی تو کثرت سے صحابہ کے نماز کی طرف رخ کرنے سے شور ہو جاتا تھا۔ سخت سے سخت مصروفیت میں بھی جب نماز کا وقت آتا تو تمام کاروبار چھوڑ کر سیدھے مسجد کی طرف روانہ ہو جاتے تھے۔ حضرت سفیان ثوریؒ صحابہؓ کے متعلق فرماتے تھے کہ "صحابہؓ بیع و شراء کرتے تھے لیکن نماز مفروضہ کو جماعت کے ساتھ کبھی نہیں چھوڑتے تھے"۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بازار میں تھا کہ نماز کا وقت آ گیا۔ تمام صحابہ دوکانیں بند کر کے مسجد چلے گئے۔ قرآن مجید کی آیت رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ ان ہی لوگوں کی شان میں نازل ہوئی۔

(فتح الباری)

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ نماز باجماعت سے صرف ایسا شخص ہی الگ رہتا تھا جس کا نفاق معروف ہوتا تھا مگر صحابہؓ کو نماز باجماعت کی ایسی پابندی تھی کہ بعض لوگ دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں آ کر شریک جماعت ہوتے تھے۔ (نسائی)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسجد کی طرف جو قدم اٹھتا ہے اس پر ثواب ملتا ہے اس لئے بعض نماز کو آتے تو قریب قریب قدم رکھتے کہ قدموں کی تعداد بڑھ جائے اور اس پر ثواب ملے۔ (نسائی)

نماز باجماعت میں شرکت کے لئے صحابہ ہر قسم کی تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہوتے اور گرمی، تاریکی، موسم کی خرابی اور اندھیرے راستوں میں سانپ، بچھو کی پرواہ نہ کرتے۔ ظہر کی نماز کے متعلق ابوداؤد میں روایت ہے کہ گرمی کی شدت سے زمین اس قدر گرم ہو جاتی کہ بعض صحابہؓ مٹھی میں کنکریاں اٹھا کر اس کو ٹھنڈا کرتے تھے پھر سامنے رکھ کر اس پر سجدہ کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

جس دن حضرت عمرؓ کو زخم لگا جس سے آپ کی شہادت ہوئی اسی رات کی صبح کو لوگوں نے نمازِ فجر کے لئے جگایا تو خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا ہاں جو شخص نماز چھوڑ دے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ اسی حالت میں کہ زخم سے مسلسل خون جاری تھا نماز فرض ادا کی۔ (مؤطا)

حضرت ابی ابن کعبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری مسلمان کا گھر میرے علم کے مطابق مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا لیکن جماعت کے ساتھ اس کی ایک نماز بھی چھٹتی نہ تھی۔ کسی نے اس سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تم ایک گدھا خرید لو اور دوپہر کی گرمی اور رات کے اندھیرے میں اس پر سوار ہو کر مسجد آیا کرو۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں تو یہ بھی پسند نہ کروں گا کہ مجھے مسجد کے پہلو میں رہائش کے لئے مکان مل جائے کیونکہ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے مسجد کو چل کر آنے اور گھر واپس جانے کا ثواب میرے اعمال نامہ میں لکھا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب سن کر فرمایا" قَدْجَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ" اللہ تعالیٰ نے یہ سب ثواب اکٹھا کر کے تمہارے لئے رکھا ہے۔

نوافل سے رغبت

نوافل ذکر الٰہی کا خصوصی ذریعہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ نوافل کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے ہاتھ اور پاؤں اور آنکھ اور کان بن جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کو نوافل سے جو رغبت اور الفت تھی اس کا تذکرہ کتب حدیث وسیرة میں جابجا ملتا ہے۔ بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ مغرب کی نماز سے قبل اذان ہوتے ہی کبار صحابہؓ مسجد کے ستونوں کے قریب تیزی سے جاتے اور حضور ﷺ کی امامت کے لئے تشریف لانے تک نوافل میں مصروف رہتے۔ (بخاری)

اس بارہ میں صحابہؓ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ اگر بیرون جات سے آیا ہوا کوئی شخص اس وقت مسجد میں پہنچتا تو اس کو یہ غلط فہمی ہوتی کہ شاید نماز باجماعت ہو چکی ہے اور نمازی سنتوں کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ بلالؓ سے فرمایا کہ اسلام لا کر تم نے ثواب کی امید پر جو کام کئے ہیں ان میں سے بہترین کام مجھے بتاؤ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی۔ حضرت بلالؓ نے عرض کی کہ میرے خیال میں میرا سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ میں نے رات یا دن کی کسی گھڑی میں کبھی وضو نہیں کیا مگر لازماً اس کے ساتھ جتنے نفل کی توفیق ملی وہ بھی ادا کئے ہیں۔

صحابہ کے نوافل کے حسن اور طول کا یہ عالم تھا کہ حضرت انسؓ رکوع کے بعد اور قیام میں اور دونوں سجدوں کے درمیان اس قدر دیر لگاتے کہ لوگ سمجھتے کہ کچھ بھول گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا کہ کوئی ستون کھڑا ہے۔ ایک دن رکوع میں اس قدر جھکے رہے کہ ایک شخص نے قرآن مجید کی بقرہ، آل عمران جیسی لمبی لمبی سورتیں پڑھ ڈالیں مگر انہوں نے اس دوران میں سر نہ اٹھایا۔

تہجد کی عادت

نوافل میں نماز تہجد کو جو اہمیت حاصل ہے محتاج بیان نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی نماز تہجد کا ذکر خود خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق ان کے صاحبزادہ سالم روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عبداللہ کتنا ہی اچھا آدمی ہے اگر وہ رات کو نفل پڑھا کرے۔ سالم کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کے بعد ابن عمر رات کو تھوڑا ہی سوتے تھے اور زیادہ وقت نماز تہجد میں گزارتے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا گھر رات بھر ذکرِ الٰہی سے اس طرح معمور رہتا تھا کہ انہوں نے اور ان کی بیوی اور خادم نے رات کے تین حصے کر لئے تھے اور ان میں سے ایک جب تہجد سے فارغ ہو چکتا تھا تو دوسرے کو نماز کے لئے جگا دیتا تھا۔ بعض صحابہ کو نماز تہجد میں اتنا غلو ہو جاتا تھا کہ حضور ﷺ ان کو اعتدال اور میانہ روی کی تلقین کرتے اور اپنے نفس کا حق ادا کرنے کی نصیحت فرماتے۔

حضرت زینب بنت جحشؓ برابر نماز میں مصروف رہتیں اور جب تھک جاتیں تو دو ستونوں میں ایک رسی باندھ رکھی تھی اس سے سہارا لے لیتی

تھیں تاکہ نیند نہ آنے پائے۔ آنحضرت ﷺ نے رسی کو دیکھا تو فرمایا کہ ان کو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہئے جو ان کی طاقت میں ہو اور اگر تھک جائیں تو بیٹھ جانا چاہئے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے وہ رسی کھلوا کر پھینکوادی۔ (بخاری)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓو بن عاص کی روایت ہے کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اپنی تمام زندگی دن کو روزہ رکھوں گا اور تمام رات نفل پڑھوں گا۔ حضورؐ کو میرے اس ارادہ کی خبر ہوئی تو آپؐ نے پوچھا کیا یہ بات صحیح ہے۔ میں نے جواب دیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں یہ بات صحیح ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ نماز کے لئے بھی اٹھو اور کچھ دیر رات کو سو کر گزارو اور ہر ماہ تین دن کے روزے رکھ لیا کرو کیونکہ نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے۔ میں نے کہا حضور مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ فرمایا دو دن روزہ رکھو اور ایک دن چھوڑ دو۔ میں نے کہا مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ فرمایا تو پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی سنت کے مطابق ایک دن روزہ رکھو ایک دن چھوڑ دو اس سے زیادہ روزہ رکھنا فضیلت کی بات نہیں۔

تلاوت کا ذوق

قرآن مجید کی تلاوت ذکر الٰہی کا ایک بہت مبارک طریق ہے کیونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال اور اس کی صفات حسنہ اور احسانات عالیہ کے تذکرہ سے بھرپور ہے۔ صحابہؓ کا تلاوت قرآن اور حفظ قرآن اور تدبّر قرآن کا ذوق و شوق معروف ہے۔ اہل عرب کو اپنی شاعری پر جو ناز تھا اور شاعر کو ان کے معاشرہ میں جو عظمت حاصل تھی وہ کسی پر مخفی نہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے عرب کے ایک چوٹی کے شاعر کو جو مسلمان ہو گئے تھے فرمایا کہ اپنے کچھ اشعار سناؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسلام لانے کے بعد میں شاعری ترک کر چکا ہوں کیونکہ قرآن شریف کی سورتوں کی تلاوت نے اب مجھے شاعری سے مستغنی کر دیا ہے۔ صحابہؓ کے شوق تلاوت قرآن کا یہ عالم تھا کہ آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن عمرؓ کی کثرت تلاوت دیکھ کر فرمایا کہ پورے ایک مہینہ میں ایک بار قرآن ختم کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیس دن میں۔ گزارش کی میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا پندرہ دن میں، بولے کہ مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ ارشاد ہوا کہ دس دن میں عرض کی مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا سات دن میں ہی قرآن مجید ایک بار پڑھ لیا کرو اور اب اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ (ابوداؤد)

دُعا کی لذّت

ذکر الٰہی میں دعا کو جو مقام حاصل ہے محتاج تفصیل نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ" "عبادت کا مغز دعا ہے۔" صحابہ کرامؓ نے اپنے نفوس میں جو غیر معمولی تبدیلی پیدا کی اور زمانہ میں جو زبردست انقلاب پیدا کیا وہ ذوق دعا کا زبردست ثبوت ہے۔ صحابہؓ کی دعا سے الفت کی ایک ٹھوس مثال وہ بے شمار دعائیں ہیں جو روزانہ زندگی کے مختلف کاموں اور پہلوؤں کے متعلق انہوں نے تفصیلاً آنحضرت ﷺ سے سن کر یاد رکھیں اور اگلی نسلوں تک لفظاً لفظاً اس رنگ سے پہنچائیں کہ وہ کتب حدیث میں محفوظ اور مدوّن ہو کر آج سینکڑوں سال گزر جانے پر بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ صحابہؓ کے ذوق دعا اور ذکر الٰہی کی ایک مثال بطور نمونہ یہ ہے کہ ایک بار حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سوار ہونے لگے تو بسم اللہ کہہ کر رکاب میں پاؤں رکھا، پشت پر پہنچے تو الحمد للہ کہا، پھر یہ آیت پڑھ کر خدا تعالیٰ کی تسبیح بیان کی پھر اور دعا کی "سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا ...." پھر تین بار اَلْحَمْدُلِلّٰه اور تین بار اَللّٰهُ اَکْبَر کہا۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھی "سُبْحَانَكَ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لاَ یَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْتَ"۔ پھر حضرت علیؓ ہنس پڑے۔ لوگوں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی۔ بولے ایک بار رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح سوار ہوئے اور اسی طرح حضور ﷺ نے دعائیں اور اذکار پڑھے اور پھر ہنس پڑے۔ ہنسنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جب بندہ علم و یقین کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے تو خدا اس سے خوش ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

گداز دل

ذکر الٰہی کے ساتھ دل میں نرمی، طبیعت میں خشیت اور آنکھوں میں آنسو لازمی ہیں۔ صحابہؓ کے دل بعد کے آنے والے خشک زاہد اور کھوکھلے صوفیوں کی طرح سخت نہ تھے بلکہ موم کی طرح نرم اور گداز تھے۔ قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کے مواعظات سننے اور ذکر الٰہی اور دعا کے ساتھ ان میں رقت پیدا ہوتی تھی۔ روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب قرآن مجید کی آیت "اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا......" پڑھتے تو بے اختیار رو پڑتے تھے اور دیر تک روتے تھے۔ ایک بار انہوں نے حضرت عمرؓ کو یہ آیت پڑھتے سنا "فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْد" تو اس قدر روئے کہ داڑھی اور گریبان دونوں تر ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے شخص تھے۔ جب قرآن پڑھتے تو آنسوؤں کو روک نہیں سکتے تھے۔ کفار مکہ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئے اور ان کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں عورتیں اور بچے اسلام کی طرف راغب نہ ہو جائیں۔

خدا ہر چیز پر مقدم ہے

صحابہ کرامؓ کے دل میں ذکر الٰہی سے جو محبت تھی اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ پسندیدہ سے پسندیدہ اور قیمتی سے قیمتی چیز بھی اگر صحابہ کے ذکر الٰہی اور نماز میں حارج ہوتی تو وہ ان کی نظر سے گر جاتی تھی۔ ایک دفعہ ایک صحابی حضرت ابو طلحہؓ انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چڑیا اڑتی ہوئی آئی۔ باغ بہت گھنا تھا اور درختوں کی شاخیں باہم ملی ہوئی تھیں اس لئے وہ چڑیا پھنس گئی اور نکلنے کی راہیں ڈھونڈنے لگی۔ ابو طلحہؓ کو باغ کی شادابی اور چڑیا کی اچھل کود کا یہ منظر پسند آیا اور تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے پھر نماز کی طرف توجہ کی تو یہ یاد نہ آیا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ دل میں کہا اس باغ نے یہ فتنہ پیدا کیا۔ فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا کہ یا رسول اللہ میں اس باغ کو صدقہ کرتا ہوں۔

ایک اور صحابی اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فصل کا زمانہ تھا دیکھا کہ درخت پھل سے لدے پڑے ہیں۔ اس قدر فریفتہ ہوئے کہ نماز کی رکعتیں یاد نہ رہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اس باغ کی وجہ سے میں فتنہ میں مبتلا ہو گیا اس کو اموال صدقہ میں داخل کر لیجئے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو ۵۰ ہزار پر فروخت کیا۔ اس مناسبت سے اس باغ کا نام خمسین پڑ گیا۔ (مؤطا امام مالك)

جہاں محبوب سے محبوب چیز ذکر الٰہی میں حارج ہونے کی وجہ سے صحابہؓ کو ناپسند ہو جاتی تھی وہاں ذکر الٰہی کی خاطر صحابہؓ بڑے سے بڑا دکھ بھی بخوشی اٹھا لیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی ایک پہاڑی درّہ پر پہرے پر مامور تھے ان کے قریب ہی ان کے دوسرے ساتھی سو رہے تھے۔ اتفاقاً ایک مشرک آیا اور اس نے ان نماز پڑھنے والے صحابی پر تیر چلا کر تین تیر ان کے جسم میں لگا دئے مگر وہ صحابی برابر نماز پڑھتے رہے۔ ان کے دوسرے ساتھی جو سو رہے تھے بیدار ہوئے تو ان کے زخموں سے خون نکلتے دیکھ کر کہا مجھے پہلے کیوں نہ جگایا۔ بولے کہ میں نماز میں ایک سورۃ پڑھ رہا تھا جس کو ناتمام چھوڑنا مجھے پسند نہ آیا۔ (ابوداؤد)

صحابہ کرامؓ اگرچہ ذکر الٰہی کے دلدادہ تھے لیکن خشک صوفیوں کی طرح ان کی زندہ دلی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ ادب المفرد میں جو امام بخاریؒ کی تصنیف ہے لکھا ہے کہ:

"آنحضرت ﷺ کے صحابہ مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے۔ ان کی مجلسوں میں دلچسپی کی باتیں ہوتی تھیں۔ جاہلیت کے واقعات کے تذکرے ہوتے اور اشعار پڑھے جاتے۔ ہاں جب کوئی خدا کا کام آ جاتا تو ان کی آنکھیں پھر جاتیں اور وہ دیوانہ وار اس کام کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔

صحابہ کرامؓ خوب ذکر الٰہی کرتے تھے مگر وہ عمل صالح کے مفہوم کو خوب سمجھتے تھے اور بعد کے زمانہ کے صوفیوں کی طرح ان کا ذکر الٰہی ان کے جہاد فی سبیل اللہ اور اعلائے کلمہ حق اور خدمت دین میں رکاوٹ نہیں بلکہ ممد تھا۔ وہ جہاد کے وقت مصلّوں پر بیٹھ کر ہاؤ ہو کی ضربوں میں مصروف نہیں ہو جاتے تھے بلکہ ان کی راتیں مصلّوں پر گزرتی تھیں اور ان کے دن گھوڑوں کی پشتوں پر۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ۔
۱۰/ اپریل ۱۹۹۹ء)

مُحَرَّم کی دردناك کہانی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایم۔اے کا حقیقت افروز بیان:

"ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم اور ہمارے بھائی مبارک احمد کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں۔ پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔

اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور آنحضرت ﷺ کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے دل بہت بے چین ہو رہا تھا"۔

(سیرت طیبہ صفحہ ۴۲، ۴۳۔ تقریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب جلسہ ۱۹۵۹ء۔
ناشر شعبہ نشرو اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

نومی بوتیک
لیڈیز ملبوسات کی ورائٹی کا مرکز۔ ویلوٹ اور وول کے سوٹوں پر سیل۔ فرینکفورٹ سے قریب ترین
Nomy Import-Export
Niederroder weg 30
63150 Heusenstamm
Tel:06104-63262/921900
Fax: 06104-923070

خطبہ جمعہ

مسجدوں کی تعمیر محض مرکزی مساجد کی تعمیر تک محدود نہیں رہنی چاہئے

مجھے اللہ کے فضلوں سے بھاری امید اور توقع ہے کہ اس سال جماعت احمدیہ میں ایک کروڑ انسان داخل ہونگے

جماعت احمدیہ ناروے کی مسجد بیت النصر کے سنگ بنیاد کا تذکرہ اور احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مساجد کے آداب اور ان کی تعمیر سے متعلق ہدایات کا بیان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۹؍مارچ ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۹؍امان ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلاَّ اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾-(سورة التوبہ آیت ۱۸)

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ -اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں گے۔

اس آیت کو میں نے آج کے خطبے کا عنوان اس لئے بنایا ہے کہ آج جماعت احمدیہ ناروے کی مسجد بیت النصر کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں کچھ اور بھی مساجد ہیں جن کی دنیا بھر میں خاص منصوبے کے تحت تعمیر کی جارہی ہے۔ تو میرا خیال ہے آج اس سلسلے میں اس منصوبے کا بھی میں ذکر کر دوں گا اگرچہ جماعتوں کو تحریری طور پر تفصیلی ہدایات دی جاچکی ہیں۔ سب سے پہلے تو آج اس مسجد کا ذکر ہو گا اس کے بعد مجلس شوریٰ کا جو اس وقت پاکستان میں آج منعقد ہو رہی ہے یا ہو چکی ہو گی۔ اس کے متعلق بھی چند باتیں آپ سے عرض کروں گا۔

۱۹۹۴ء میں ناروے کی اس مسجد کی خاطر زمین خرید لی گئی تھی جس کی اب تعمیر ہو رہی ہے۔ اس کا رقبہ ۹ ہزار پانچ سو مربع میٹر یعنی تقریباً دو ایکڑ ہے اور شہر کے مرکزی علاقے میں عین موٹروے کے اوپر واقع ہے۔ اس پہلو سے اس پر لوگوں کی بہت نظریں تھیں اور حسد بھی پیدا ہوا اور احمدیوں کو مسجد یہاں نہ بنانے، مسجد کی اجازت نہ دینے کے تعلق میں وہاں کی عیسائی کونسل والوں سے بہت سے مسلمان نمائندے بھی ملتے رہے اور ان کے کانوں میں ہمارے خلاف بہت سی باتیں پھونکتے رہے۔ اس لئے کچھ عرصہ تک یہ لگتا تھا کہ گویا اس کی اجازت نہیں ملے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت فضل فرمایا اور جماعت ناروے کے مقامی معززین نے لوگوں سے بہت رابطے قائم کئے، عیسائیوں سے بھی اور ارد گرد بسنے والے مسلمانوں سے بھی اور بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کا موقع مل گیا۔

جب ان سے باتیں کیں تو پتہ لگا کہ وہ بہت زیادہ زہر آلود ہو چکے تھے، بہت زیادہ یکطرفہ باتیں کر کر کے ان کے دلوں کو بغض سے بھر دیا گیا تھا۔ لیکن وہ کون باتیں کرنے والے تھے اللہ بہتر جانتا ہے۔ وسوسے پیدا کرنے والوں کے متعلق قرآن کریم یہی فرماتا ہے کہ وہ وسوسے پیدا کر کے چپ کر کے بھاگ جاتے ہیں۔ تو بہر حال ایسے ہی وسواس سے پالا پڑا اور بہت سخت مہم چلائی گئی جماعت کو مسجد کی اجازت سے محروم کرنے کے لئے۔ لیکن جب ساری وضاحتیں ہو گئیں تو علاقے کے میئر نے ایک تقریب میں کہا "ہم آپ کو اپنے علاقے میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ آئیں اور جلد یہاں مسجد تعمیر کریں اور مجھے امید ہے کہ افتتاح کے موقعہ پر آپ مجھے بلانا نہیں بھولیں گے"۔

اس ضمن میں چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ نے بھی بہت اچھا کام کیا ہے باقاعدہ سنجیدگی کے ساتھ یہ معاملات بڑے بڑے افسروں کے سامنے رکھنا اور باتیں کھولنا اس انداز میں تھا کہ یہ باتیں خود بخود ان کے دل میں کھبتی چلی گئیں اور وہ جانتے تھے کہ قابل ماہر فن آدمی ہے وہ بتا رہا ہے کہ یہ ضرورتیں ہیں اس وجہ سے بنی چاہئے اور اس کا کوئی بھی غلط استعمال نہیں ہو گا۔ تو جماعت ناروے کے بزرگان کی ملاقات اور چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالآخر تمام مخالفتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وہاں کی اتھارٹیز نے نہ صرف اجازت دی بلکہ تائید میں یہ دعوت دی کہ جس قسم کی بھی ضرورت پڑے، کوئی مشکل پڑے ہمیں بتایا کرو۔ بہر حال یہ علاقہ جا کے میں نے خود دیکھا ہے اور وہاں چپہ چپہ پہ پھرا ہوں اور دعائیں کرتا رہا ہوں۔ الحمد للہ کہ اب اس مسجد کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے یعنی اب تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

اس میں تقریباً سترہ سو (۱۷۰۰) نمازیوں کی گنجائش ہو گی جو ناروے کی جماعت کے لحاظ سے بہت اچھی ہے۔ یعنی لگتا ہے کہ اتنے نمازی تو وہاں نہیں ہونگے مگر ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جب بھی مسجد بنائی گئی اور کھلے حوصلے سے بنائی گئی، اگلی دس سالہ ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر بنائی گئی تو ایک ہی سال میں چھوٹی ہو گئی۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ناروے پر بھی پوری اترے گی اور ناروے کی جماعت کو بھی یہ مسجد بہت جلد تنگ دکھائی دے گی بجائے اس کے کہ اس کو کھلا سمجھیں۔ اس کے ساتھ ایک بہت بڑا ہال بھی تعمیر کیا جا رہا ہے جس میں ذیلی تنظیموں کے لئے دفاتر، نمائش، لائبریری، مبلغ کا گھر، مہمان خانہ اور ایم ٹی اے کے لئے سٹوڈیو شامل ہونگے۔ تو یہ اپنی ذات میں مسجد کے ساتھ ایک بہت بڑا کمپلیکس ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام تعمیرات کے لئے ہمارے پاس فنڈ مہیا ہو چکے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جماعت ناروے انشاء اللہ چند سال میں ان رقوم کی جو مرکز نے ان کو قرضہ دی ہیں واپسی بھی شروع کر دے گی۔

اب اس تعلق میں میں بعض احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس سے مسجد کی تعمیر کے تعلق میں جو ذمہ داریاں مسجد بنانے والوں پر عائد ہوتی ہیں اور مسجد کے نمازیوں پر عائد ہوتی ہیں ان کی وضاحت ہو گی۔ پہلی حدیث مسلم کتاب المساجد سے لی گئی ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا **جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے**۔ (مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصلاة - باب فضل بناء المسجد)۔ تو جنت میں گھر تعمیر کرنا اس لئے کہ یہاں جس جگہ یعنی اس دنیا میں خدا کا گھر بناتے ہیں اللہ کا گھر تو کوئی ایسا نہیں ہوا کرتا کہ جہاں خدا رہے مگر ہر جگہ خدا موجود ہے اور رہتا ان دلوں میں ہے جو مسجد کو آباد کرتے ہیں۔ اس امید پر کہ یہاں نمازیوں کے دلوں میں خدا رہے گا اسے بیت اللہ کہا جاتا ہے یا اللہ کا گھر کہا جاتا ہے۔

پس جب اس دنیا میں آپ اللہ کا گھر تعمیر کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ عرش معلی پر یہ فیصلہ فرما لیتا ہے کہ جنت میں بھی ان لوگوں کے لئے ایک ایسا ہی وسیع گھر بنایا جائے گا۔ وہ مادی گھر تو نہیں ہو گا۔ اس کی وسعتوں کا کیا حال ہو گا اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد بنانے والوں کے لئے بہت بڑا اجر مقدر ہے۔

پھر ایک حدیث ہے جو حضرت عروہؓ سے مسند احمد بن حنبل میں مروی ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دادا عروہ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اپنے محلوں میں مسجدیں بنائیں اور یہ کہ ہم ان کو عمدہ تعمیر کریں اور ان کو پاک صاف رکھیں، تو **مسجدوں کی تعمیر محض مرکزی مساجد کی تعمیر تک محدود نہیں رہنی چاہئے بلکہ ہر محلہ میں یعنی جہاں بھی چند احمدی اکٹھے ہوں وہاں مسجدوں کی تعمیر جس حد تک توفیق ہو، ہونی چاہئے اور ساری دنیا میں اس طرح مساجد کا جال پھیلا**

دینا چاھئیے۔اگرجماعت اس طرف توجه کرے گی مثلاً انگلستان کی جماعت ھے وہ بھی اگر اس طرح چھوٹی چھوٹی مساجد کی طرف توجه دے گی تو اس کے نتیجے میں بہت برکت پیدا ھوگی۔

اب تک یہ خیال ہے کہ گھروں کے بعض کمروں کو مساجد کے لئے مخصوص کر لیا جاتا ہے۔اچھا خیال ہے۔ لیکن مسجد، مسجد ہی ہے۔ مسجد دن رات خدا کی عبادت کرنے والے بندوں کے لئے کھلی رہتی ہے۔ گھر تو دن رات سب کے لئے کھلا نہیں رہا کرتا۔اور پھر مسجد کے نام پر تعمیر کرنا، شروع سے اس کے لئے دعائیں کرنا خاص خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور ایک عاجزانہ ہدیہ پیش کرنا یہ بات ہی کچھ اور ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر مساجد کی تعمیر کا کام شروع کریں، مساجد کی غرض سے زمینیں لی جائیں اور وہاں با قاعدہ جب توفیق ملے چاہے چھوٹی مسجد بنائی جائے تو یہ جماعت کے استحکام کے لئے بہت ضروری ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک موقع پر یہ ہدایت فرمائی تھی کہ اگر مسجدیں بنا نہیں سکتے تو زمین لے کر رکھ چھوڑیں اور اس کے ارد گرد ایک احاطہ سا بنا لو اور چاہے چھپر ڈالنا پڑے وہ مسجد خدا کی خاطر مسجد کے طور پر بنی چاہئے۔

ایک روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے نقش و نگار والی مساجد تعمیر کرنے کا حکم نہیں۔(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی بناء المسجد)۔آج کل مسلمانوں میں چونکہ دولت کی ریل پیل ہے اس لئے نقش و نگار پر بہت زور دیا جا رہا ہے اور بدقسمتی سے سعودی عرب اس میں سب سے آگے ہے۔ نقش و نگار ہی ان کی مسجد کی زینت ہے۔ حالانکہ **نقش ونگار جو دل پرھو وھی خدا تعالیٰ کی مساجد کی زینت بنا کرتا ھے۔ یعنی اللّٰه کی محبت نقش ھو اس کی پیار اور محبت کی تحریریں دلوں پرنقش ھوں یه ھے جو مسجد کی زینت کا باعث بنتا ھے**۔ تو احمدی بھی اس بات کو کبھی نہ بھلائیں کہ وہ اپنی مساجد کو دلوں کے نقش و نگار سے مزین کریں اور مساجد کو سادہ رکھیں۔اب ہماری یہ مسجد ہے بالکل سادہ اور صاف۔اندر سے کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جس سے انسان کی توجہ کسی اور طرف منعطف ہو سکے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ تم ان مسجدوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح ضرور ملمع سازی سے سجاؤ گے مگر میرا خیال ہے یہاں "رسول اللہ ﷺ نے کہا" کے الفاظ نہیں ہیں۔ روایت صرف اتنی ہے۔ میں نے اصل روایت پر نظر ڈالی ہے۔ قال ابن عباس ۔ترجمہ اس کا میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ تم ان مسجدوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح ضرور ملمع سازی سے سجاؤ گے۔ پس یہ قول رسول اللہ ﷺ کا معلوم نہیں ہوتا مگر ابن عباس نے وہ زمانہ دیکھا تھا جبکہ رفتہ رفتہ مسلمانوں میں کچھ بگڑنے کا رجحان پیدا ہو رہا تھا اور دولت کی بھی ریل پیل تھی تو معلوم ہوتا ہے یہ حضرت ابن عباسؓ کا اپنا تبصرہ ہے۔

ایک حدیث سنن ترمذی کتاب القراءات سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کچھ لوگ مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور درس و تدریس کے لئے بیٹھتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔اور رحمت باری ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ یہ رحمت باری کا ڈھانپنا اور فرشتوں کا گھیرے میں لے لینا یہ ظاہر پر اطلاق نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کے نمائندے جو دلوں میں نیکی کی تحریک کرنے والے ہیں ان کو فرشتہ کہا جاتا ہے تو اگرچہ آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے مگر بکثرت خدا کی نمائندگی میں دلوں میں نیکی کی تحریک کرنے والے ان لوگوں کو گھیر لیتے ہیں۔

ایک روایت سنن نسائی سے لی گئی ہے کتاب الطھارۃ سے۔عَنْ اَبِی ھُرَیرۃ اَنَّ رَسُول اللّٰه ﷺ قالَ۔ یہ ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور درجات کو بلند فرماتا ہے۔ جی نہ چاہتے ہوئے بھی کامل وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف دور سے چل کر جانا۔ نیز ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ رباط ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے۔(سنن نسائی کتاب الطھارۃ باب الامر باسباغ الوضوء)۔الحمد للہ کہ انگلستان میں تو ہماری اس مسجد کے ساتھ احمدیوں کا یہی سلوک ہے اور بہت دور دور سے وہ چل کر آتے ہیں تا کہ اس مرکزی مسجد میں نماز پڑھ سکیں۔ مرد بھی، عورتیں بھی، بچے بھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب نیک نیتیں لے کے آتے ہیں اور اپنے دل کو سجاتے ہیں جس سے یہ مسجد سج جاتی ہے۔

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp,Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

یہاں ایک لفظ ہے رباط ہے، رباط ہے، رباط ہے، اس کا کیا معنیٰ ہے۔ رباط دراصل سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کو کہتے ہیں اور سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دشمن کے لئے ملک میں داخل ہونے کا کوئی رستہ نہ رہے، ہر طرف اس کے نگران بیٹھے ہوں اور جب بھی خطرہ ہو کہ کوئی داخل ہونے والا ہے تو وہ پکڑا جائے۔ یہ مسجد میں بیٹھے رہنا یا بار بار آنا اس کو رباط کیسے کہا جا سکتا ہے۔ یہ ان معنوں میں رباط ہے کہ شیطان کو دفع کرنے کے لئے، اس کے وساوس کو دل میں داخل ہونے سے روکنے کی خاطر یہ بہترین علاج ہے۔ جس کا دل نماز میں اٹکا ہوا ہو ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا خیال ہو اس دل میں شیطان داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ وقت ہے جس میں وساوس وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور جب دماغ پہ یہ خیال حاوی ہو کہ میں نے مسجد میں جانا ہے خدا کی عبادت کرنی ہے تو سب رستے شیطان کے بند کر دئے جاتے ہیں تو اس لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمانا بالکل بجا و برحق ہے کہ یہ رباط ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے۔

اور اس کا ایک معنیٰ یہ بھی بنتا ہے کہ ظاہری طور پر بھی سرحدوں کی حفاظت ضروری ہے۔ مگر اصل سرحدیں جن کی حفاظت کا قرآن کریم میں ذکر ہے وہ روحانی سرحدیں ہیں کیونکہ اگر روحانی سرحدوں کی حفاظت ہو تو قوم بچ گئی۔ **جس قوم کی روحانی سرحدوں کی حفاظت ھو اس کی دنیاوی سرحدوں کی حفاظت کا بھی اللّٰه انتظام کر دیا کرتا ھے**۔ پس اس پہلو سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمانا یہ رباط ہے، یہ رباط ہے، بہت ہی معنیٰ خیز اور عارفانہ کلام ہے۔

بخاری کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ اِنَّ رَجُلاً اَسْوداً اَوِامْرأۃً اور اس کے بعد سارا مضمون مرد کی طرف اشارہ کر رہا ہے تو ترجمہ کرنے والے نے یہ بات بڑھا دی اور چونکہ عورت کا ذکر آخر پہ آیا تھا اس لئے عورت کا صیغہ استعمال شروع کر دیا۔ اصل عبارت کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا شاید عورت، مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا۔ مرد جب فوت ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا (دیکھیں "فوت ہو گیا" کا لفظ ہے "فَمَاتَ"۔ مَاتَت نہیں ہے)۔ پس جب وہ فوت ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کے بارے میں کیوں آگاہ نہیں کیا، مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ پھر آپؐ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے لئے دعا کی۔(بخاری کتاب الصلوٰۃ ۔ باب کنس المسجد والتقاط الخرق والقذی والعیدان)۔

اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا مسجد کے خادموں سے بھی کتنا پیار کا تعلق تھا۔ جو مسجد کی خدمت کرتے تھے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے بے چینی کا اظہار کیا کہ مجھے کیوں نہیں بتایا گیا اور چونکہ جنازہ ہو چکا تھا اس لئے اس کی قبر پر جا کر اس کے لئے دعا کی۔

ایک روایت مسلم کتاب الصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے پیاز اور لہسن کھانے سے منع فرمایا اور آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے اس بدبودار پودے سے کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے۔ یہ مراد نہیں کہ پیاز اور لہسن کھانا منع ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو ہم نے دیکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چٹنیوں میں بھی پیاز اور لہسن کا استعمال ہوتا تھا بعد میں روایتاً ہمارے گھر میں بھی جاری رہا۔ مراد صرف یہ ہے کہ جب مسجد میں جاؤ تو کوئی بھی بدبودار چیز کھا کے نہیں جانا چاہئے یا لگا کر نہیں جانا چاہئے کیونکہ اس کی بدبو سے پھر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ پس اس کے مفہوم کو پیش نظر رکھیں اور جب بھی مسجد میں جائیں تو اچھی طرح منجن کر کے منہ کی بو کو دور کیا کریں، پھر عطر لگایا کریں اور کوئی ایسا کھانا اس سے پہلے نہ کھایا کریں کہ جس کی بو منجن سے بھی نہیں جایا کرتی۔ چنانچہ لہسن اگر تازہ تازہ کھایا ہو تو جتنے چاہیں دانت مانجیں، لہسن کی بو پھر بھی آتی ہی رہے گی۔ اس لئے مقصود کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ کا گھر خوشبو سے معطر ہونا چاہئے اس میں ناپاک بو نہیں آنی چاہئے۔

پھر فرمایا 'فرشتوں کو بھی اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو'۔(مسلم کتاب الصلاۃ باب نھی اکل الثوم)۔اب فرشتوں کو تکلیف کس طرح ہو سکتی ہے یہ ایک اہم سوال ہے۔ اول تو کچھ فرشتہ سیرت لوگ ہوتے ہیں ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن فرشتوں کی تکلیف سے مراد مومنوں کی تکلیف ہے۔ جب خدا کے پاک بندوں کو تکلیف ہو رہی ہے تو اس تکلیف میں فرشتے شامل ہوتے ہیں یعنی اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں، یہ مراد ہے۔ ورنہ یہ تو نہیں کہ با قاعدہ ناک سے بدبو سونگھ کے وہ بدبو محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک حدیث حضرت فاطمۃ الزہراءؓ بیان کرتی ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب مسجد میں داخل ہونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے رسول پر سلامتی ہو، یعنی اللہ کا نام لے کر مسجد میں داخل ہوں یعنی یہ کہیں بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ پر سلامتی ہو۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی۔ پھر کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِی۔اے میرے اللہ میرے گناہ مجھے بخش دے وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے نکلنے لگے تو یہ دعا کرے بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول پر سلام ہو، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِی، اے میرے اللہ میرے گناہ بخش دے وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ، اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔(مسند احمد بن حنبل)

آنے اور جانے کی دعا ایک ہی ہے سوائے رحمت اور فضل کے لفظوں کے فرق سے۔ مسجد میں داخل ہو تو رحمت کی دعا مانگنی ہے کیونکہ فضل میں دنیاوی رزق بھی شامل ہیں اور دنیا کے کاروبار بھی شامل ہیں اس لئے مسجد میں داخل ہوتے وقت تو اللہ کی رحمت ہی ہے جو برسے تو سب کچھ برس گیا۔ اور جب باہر جانے لگیں تو پھر دنیا میں مشغول ہونا ہے۔ تو ایسے کاموں میں مشغول ہوں کہ وہ اللہ کا فضل کہلا سکتے ہوں۔ ورنہ محض مال کو فضل کہنا جائز نہیں جب تک اس مال کے ساتھ اللہ کی رضا بھی شامل نہ ہو۔ تو جاتی دفعہ یہ دعا کیا کریں کہ اے اللہ ہمیں اپنے فضل سے وہ مال عطا کر جس سے تیری رضا بھی ہمیں ملے یا تیری رضا کے نتیجے میں وہ مال ہمیں عطا ہو۔

ایک حدیث کتاب سنن النسائی سے لی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگ مساجد (کی تعمیر) میں ایک دوسرے سے فخریہ آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔(سنن نسائی کتاب المساجد) ۔اب یہ بھی یاد رکھیں مساجد کی تعمیر بہت اچھا کام ہے اور اس سے پہلے جو میں روایتیں بیان کر چکا ہوں جو مسجد بنائے گا اس کے لئے خدا جنت میں گھر بنائے گا۔ لیکن جو ریاکاری کی خاطر ایک دوسرے سے بڑھ کر مسجد کی بولیاں دیتے اور نام لکھواتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں کہ جنت میں گھر بنانے کے لئے ان کے یہاں کے گھر بھی بے برکت ہو جائیں گے۔

پس یاد رکھیں مساجد کی تعمیر میں جماعت احمدیہ نے جو طریق اختیار کیا ہے وہ اسی خطرے کی پیش بندی کے لئے کیا گیا ہے۔ کثرت کے ساتھ لوگ مساجد کے لئے چندے بھیجتے ہیں جن کا کوئی اعلان نہیں کیا جاتا۔ جب بڑی بڑی مساجد کی تعمیر کے لئے اکٹھا جماعت کچھ پیش کرتی ہے تو وہ الگ مسئلہ ہے ورنہ مساجد کی تعمیر میں میرے پاس لکھوکھہا ڈالر بھی آتے ہیں، پاؤنڈز بھی آتے ہیں، روپوؤں کی بارش ہوتی ہے جن کو ہم خاموشی کے ساتھ اس مد میں داخل کر دیتے ہیں اور اللہ کے فضل سے جو بڑی بڑی مساجد تعمیر ہو رہی ہیں یا چھوٹی چھوٹی بکثرت مساجد تعمیر ہو رہی ہیں زیادہ تر اسی پیسے سے بنائی جا رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات مساجد کے تعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرمایا "**اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے ۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی**"۔(ملفوظات جلد چہارم ،جدید ایڈیشن صفحہ ۹۳)۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے جاگزیں کرنے کی ضرورت ہے، دل میں جاگزیں کرنے کی ضرورت ہے اور اسی لئے میں نے شروع میں تمہید میں عرض کیا تھا کہ **جماعت انگلستان بھی جماعت جرمنی کی طرح مساجد کی تعمیر پر بہت زور دے**

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو طریق بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے "اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ کر لاوے گا لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو، محض للہ ایسا کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد مرصع اور پکی عمارت کی ہو بلکہ صرف زمین روک لینی چاہئے"۔

پس میں نے جو ابتدا میں نصیحت کی تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر کے مطابق کی تھی کہ فوری طور پر زمین کا انتظام کریں اور زمین روک رکھیں۔ "وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہئے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپّر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت ﷺ کی مسجد چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی"۔ بہت بڑی مسجد تھی مگر شروع میں جو حصہ چھتا ہوا تھا "چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی اور اسی طرح چلی آئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا اپنے زمانے میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور حضرت عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا"۔ عثمانؓ اور سلیمانؑ۔ "غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت عثمانؓ کا ذکر فرمایا تو ساتھ ایک نبی اللہ کی سنت کا بھی ذکر فرمایا تاکہ بعد میں آنے والوں کو پختہ، اچھی مساجد کی تعمیر پر کوئی شرعی اعتراض نہ ہو سکے۔ آغاز کا ذکر جہاں فرمایا وہاں رسول اللہ ﷺ کی سنت کو پیش نظر رکھ کر۔ جب خدا کی طرف سے شروع مین استطاعت نہ ہو تو یہ استطاعت تو بہر حال ہے کہ خدا کا گھر بنانا چاہئے، یہ ہر حال میں رہتی ہے۔ پس جتنی بھی استطاعت ہے اس کے مطابق خدا کا گھر بنانا شروع کر دو پھر اللہ اس استطاعت کو بڑھاتا رہے گا اور اگر اچھی مسجد بنانے کی، پختہ عمارت بنانے کی توفیق مل جائے تو اس پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں کیونکہ یہ حضرت سلیمانؑ کی بھی سنت ہے اور حضرت عثمانؓ کی بھی سنت ہے جو برحق تیسرے خلیفہ تھے۔ پس اس پہلو سے ہمارے ہاں جب اچھی پختہ عمارتوں کی تعمیر کو لوگ دیکھیں گے تو ان کو اعتراض کا کوئی حق نہیں رہے گا۔

فرمایا "اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے اور ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں"۔(ملفوظات جلد چہارم ، جدید ایڈیشن صفحہ ۹۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ہی تحریر میں نے رکھی تھی اب میں جو مساجد کا منصوبہ ہے اس کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

یہ وہی سال ہے جس میں ہم نے مساجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا ہے اور منصوبہ تو ہمیشہ سے چلا آیا ہے مگر اس دفعہ اسے غیر معمولی طور پر بڑھانے کا خیال ہے بلکہ عزم ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے گا۔ یہ سال ایک غیر معمولی اہمیت کا سال اس لئے ہے کہ جیسا کہ میں نے جلسہ سالانہ پر اعلان کیا تھا **مجھے اللہ کے فضلوں سے بھاری امید اور توقع ہے کہ اس سال جماعت احمدیہ میں ایک کروڑ انسان داخل ہونگے** اور یہ بہت بڑی امید ہے مگر خدا کے ہاں کچھ بھی نہیں۔ جب وہ فیصلہ کر لے تو ایک کروڑ کی کیا حیثیت ہے، جتنے چاہے داخل فرمائے۔ **تو اس سلسلے میں جماعتوں کو جو نصیحتیں کی گئی تھیں ان میں سب سے زیادہ اہم نصیحت یہ تھی کہ اگر تم نے ایک کروڑ بننا ہے تو خدا تعالیٰ کے گھر بنانے شروع کرو اور اس کثرت سے بناؤ کہ ان کو آباد کرنا چونکہ خدا کا کام ہے وہ آپ ہی گھیر گھیر کر آدمی لے آئے گا۔**

تو سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ خدا کے گھر کثرت سے پھیلا دو۔ یہ منصوبہ تھا اس میں ابھی سے غیر معمولی برکت ملنی شروع ہو گئی ہے، اتنی کہ میرے تصور میں بھی نہیں تھی۔ ایک چھوٹے سے ملک میں جہاں احمدیوں کی تعداد میں ہر سال چند سو اضافہ ہوا کرتا تھا ان کو جب ہم نے منصوبہ دیا تو پانچ ہزار ان کو کہا کہ آپ نے اس دفعہ بنانا ہے اور وہ کچھ گھبرا بھی گئے مگر ان کو یقین تھا کہ جب کہا ہے تو بن جائے گا انشاء اللہ۔ اس پر ان کو میں نے تاکید کی کہ آپ مسجد کے منصوبے کے ساتھ اس کو گانٹھ دیں ہرگز اسے الگ نہ کریں۔ کیونکہ جب مسجدیں بنائیں گے تو خدا تعالیٰ خود ان کو آباد کرنے کا انتظام کرے گا۔ چنانچہ ایک علاقے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو دوسری میری نصیحت تھی کہ ائمہ کی طرف توجہ دیں اور بڑے بڑے ائمہ کو پکڑیں اور ان کے علاقے میں جا کے ان کی مساجد بھی تعمیر کریں اور ہر جگہ ایک احمدیہ مرکز قائم کرنا شروع کر دیں تو پہلی خوشخبری یہ ملی کہ پانچ ہزار کو ہم بڑا سمجھ رہے تھے ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک علاقہ جس میں پینتیس ہزار افراد ہیں سارے کا سارا احمدیت کے لئے عطا کر دیا ہے۔ اور ان کا عزم یہ ہے کہ جن کا یہ علاقہ ہے وہ بہت بڑے امام ہیں اور ارد گرد کے جو اضلاع ہیں ان پر بھی ان کا بڑا اثر ہے ان کا یہ عزم ہے کہ وہ اپنے ارد گرد چوطرفہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ائمہ کو بلائیں گے ان کو احمدیت کی حقیقت سے آگاہ کریں گے اور احمدی مساجد دکھائیں گے اور بتائیں گے کہ یہ ہماری بقا کے لئے ضروری ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میں امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ ان کا منصوبہ کامیاب ہو جیسا کہ بظاہر نظر آ رہا ہے کہ وہ بڑے مخلص ہیں اور محنت کریں گے اور مساجد کی تعمیر کے معاملے میں پیچھے نہیں رہیں گے میں امید رکھتا ہوں، ہم نے ان کو ابھی سے پیغام بھیج دیا ہے کہ سارا خرچ جتنا بھی ہو وہ جماعت احمدیہ برداشت کرے گی یعنی مرکز برداشت کرے گا بالکل اس بارہ میں کوتاہی نہ ہو۔ جہاں احمدی نہ بھی ہوں وہاں مسجدیں بنا دو۔ تو یہ منصوبہ چونکہ ان کو پہنچ گیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ایسا کریں گے تو اس وجہ سے میری نئی توقع یہ ہے کہ پانچ ہزار تو کیا غالباً وہ ایک لاکھ یا شاید اس سے بھی زیادہ بنا لیں۔ تو اگر یہ میری توقع اللہ کے ہاں مقبول ہوئی، منظور ہوئی تو انشاء اللہ اس سال یہ بھی ایک نیا سنگ میل اس ملک میں رکھا جائے گا۔ پس اس پہلو سے **مساجد کی تعمیر ہمارے نزدیک بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت جہاں جہاں یہ آواز پہنچے گی اس خاص منصوبے پر بڑی گہری توجہ سے عمل کرے گی**۔ باقی انشاء اللہ اس جلسے پر جب یہ مضمون آئے گا اس وقت آپ کے سامنے تفصیلات پیش کی جائیں گی۔

اب مجلس مشاورت سے متعلق مختصراً میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلی مجلس مشاورت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بلائی گئی تھی۔ کوئی بھی ایسا بنیادی کام نہیں ہے جس کو بعد میں پروان چڑھایا گیا، جس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے نہ ہوا ہو۔ اس زمانے کی تمام ضرورتوں کے لئے جتنے بھی نظام قائم ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہو چکا تھا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ عظیم توفیق ملی کہ ۱۹۲۲ء میں آپ نے باقاعدہ مجلس شوریٰ کے نظام کو دوبارہ جماعت میں جاری کر کے ایک بہت بڑا احسان کیا۔ بحیثیت مصلح موعود آپ نے ہم پر احسان کیا اور یہ اللہ کا آپ پر احسان تھا کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی۔

مختلف وقتوں میں یہ مجلس شوریٰ جاری رہی۔ بعض سالوں میں نہیں بھی ہو سکی کیونکہ حالات

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

سازگار نہیں تھے اور بعض سالوں میں ایک سے زائد مرتبہ ہوئی ہے۔ غرضیکہ اگر سب کو شمار کیا جائے تو شمار کرنا مشکل ہے لیکن جو تحریرات چھپی ہوئی ہیں بجٹ وغیرہ ان پر جو سن لکھے ہوئے ہیں ان پر کسی حد تک بنا کی جاسکتی ہے۔ تو اس پہلو سے جو مرکز سے مجھے اطلاعات ملی ہیں آغاز سے لے کر اب تک ۷۷ سال گزر چکے ہیں اور شمار کے لحاظ سے ۷۹ یعنی اناسی مجالس شوریٰ منعقد ہو چکی ہیں۔ یہ تو اس مجلس شوریٰ کا حال ہے جو تسلسل سے مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے مرکزی شوریٰ کہلاتی ہے۔ لیکن اب تو یہ نظام ملکوں ملکوں میں عام ہو چکا ہے اور اس کثرت سے پھیل گیا ہے کہ اس کا شمار ہی ممکن نہیں اس لئے اب اس کو ۷۷ ویں مجلس شوریٰ کہنا اس پہلو سے تو درست کہ تسلسل میں یہ ۷۷ ویں یا ۷۹ ویں کہلائے گی لیکن عملاً تو تمام دنیا میں مجالس شوریٰ بعینہ اسی طرز پر قائم کی جارہی ہیں جس طرز پر ہم نے ورثہ میں پائی تھیں اور یہ ایک بہت ہی اہم اور بنیادی نظام ہے۔

پس **جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مساجد کا قیام ہوگا اور نئی جماعتیں بنیں گی میں ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ انہی مساجد میں اپنی مجالس شوریٰ بھی منعقد کرنی شروع کردیں اور اگر یہ پہلو بہ پہلو چلے یعنی مساجد کا قیام اور نئی جماعتوں کا قیام اور ان مساجد میں مجالس شوریٰ کا قیام توحیرت انگیز اضافہ ہوگا جماعت میں اور جماعتیں غیر معمولی طورپر مستحکم ہوجائیں گی۔** پس میں امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ان نصائح کو سن کر دنیا بھر کی جماعتیں ان پر عمل کر کے استفادہ کریں گی۔

اب میں آپ سب کی طرف سے اور اپنی طرف سے تمام ممبران مجلس شوریٰ پاکستان کو کل عالمی جماعتوں کی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہوں اور تمام جماعتوں کی طرف سے دعاؤں کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ آپ لوگ جو میری آواز سن رہے ہیں یاد رکھیں کہ تمام بیرونی جماعتیں آپ کے لئے دعا کرتی ہیں اور کبھی غافل نہیں ہوئیں۔ آپ بھی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور **خصوصیت کے ساتھ جو دعائیں میں نے آج کے لئے چنی ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں:۔**

”رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْراً وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ“ کہ اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل دے۔ جیسے گلاس بھر دیا جاتا ہے چیز انڈیل کر اس طرح ہمارے دلوں پہ اپنے فضل سے اپنی رحمت سے صبر انڈیل دے وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ صبر نہ انڈیلے قدموں کو ثبات نہیں ملتا۔ پس اس کا نتیجہ کیا ہو وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا ہمارے قدموں کو ثبات عطا کر وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ اور ہمیں کافروں کی قوم پر نصرت عطا فرما۔

دوسری دعا انہی معنوں کی ہے رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا یہ جو پہلی دعا ہے یہ حضرت داؤدؑ کی وہ دعا ہے جو آپ کو سکھائی گئی تھی جب جالوت سے مقابلہ ہوا تھا تو بحیثیت طالوت آپ نے یہ دعا کی تھی۔ اور وہ حضرت داؤدؑ ہی تھے اس بارے میں میں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے کہ حضرت داؤد ؑ کا مقابلہ ہوا تھا ان کو خدا نے یہ الہامی دعا سکھائی تھی اور اس دعا کی برکت سے مٹھی بھر مومنوں کو کافروں پر غیر معمولی طور پر نصرت عطا ہوئی، فتح نصیب ہوئی۔ دوسری دعا ہے جو یہی مضمون رکھتی ہے مگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں کو قرآن کریم نے سکھائی ہے۔

”رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ“۔ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے، ذُنُوْبَنَا ہماری کوتاہیاں بخش دے اور جو زیادتیاں ہم اپنے اوپر خود کر بیٹھے ہیں ان سے بھی درگزر فرما۔ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافروں کی قوم پر فتح نصیب فرما۔

ایک یہ دعا ہے اور ایک اور دعا ہے جو خصوصیت کے ساتھ ساری جماعت کو آج کل کرنی چاہئے ”رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَاناً نَّصِیْراً“۔ کہ اے میرے رب مجھے مُدْخَلَ صِدْقٍ عطا فرما۔ اس طرح داخل فرما کہ میں صدق کے ساتھ داخل ہو رہا ہوں وَاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اور اس طرح مجھے نکال کہ میں صدق کے ساتھ وہاں سے نکلوں وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَاناً نَّصِیْراً اور میرے لئے اپنی طرف سے سلطان نصیر عطا فرما۔

یہ دعا کرتے وقت ساری جماعت کی نمائندگی کو نہ بھولیں۔ یہ واحد کے صیغے میں دعا ہے اے میرے خدا مجھے ایسا کر۔ لیکن ہر شخص جب دعا کرتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جب یہ دعا سکھائی گئی تھی تو تمام بنی نوع انسان کے امام کے طور پر یہ دعا سکھائی گئی تھی اس لئے آپ کی اپنی دعا میں ساری دنیا شامل تھی۔ ہم تو اس مقام پر نہیں ہیں اس لئے ہمیں ارادۃً یہ سوچنا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قدموں کی خاک کی برکت سے ہماری دعا کو بھی ہم سب کے حق میں قبول فرما لے۔ پس اس پہلو سے یہ دعا کریں اور اس میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھیں کہ مُدْخَلَ صِدْقٍ اور مُخْرَجَ صِدْقٍ میں صرف ظاہری طور پر کہیں داخل ہونا مراد نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بہت بڑے عظیم مقامات کا وعدہ فرمایا گیا تھا۔ اب ہر مقام پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم داخل ہوتے ہیں تو یہ مُدْخَلَ صِدْقٍ تھا اور اسی کی دعا کرتے تھے اور ہر مقام سے نکل کر ایک اور صدق کے مقام میں داخل ہوا کرتے تھے یعنی اس سے نیچے نہیں اترا کرتے تھے۔ تو اس دعا میں یہ فصاحت و بلاغت کا کمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مدارج کی لامتناہی ترقی کا ذکر ہے اور یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اے اللہ! مجھے جب بھی داخل فرما صِدْقٍ میں داخل فرما۔ مُدْخَلَ صِدْقٍ میں داخل فرما اور نکال بھی صِدْقٍ کے مخرج پر۔ اگر وہ غلط نکلنا ہو نیچے کی طرف تنزل ہو تو اسے مُخْرَجَ صِدْقٍ کہا ہی نہیں جاسکتا۔ تو مراد یہ ہے کہ لامتناہی، ہمیشہ کی ترقیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی تھیں۔

پس آپ بھی ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دعا کریں اور پھر اس بات کو وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَاناً نَّصِیْراً کہ ہمارے لئے اپنی جناب سے سلطان نصیر عطا فرما۔ جہاں تک روحانی مدارج کا تعلق ہے وہاں سلطان نصیر سے کیا مراد ہے غالباً یہ فرشتے جو خدمت میں حاضر رہتے تھے اور ہر مقام کے مراحل کو آسان کرنے کے لئے آنحضورؐ کی خدمت کیا کرتے تھے نصرت کیا کرتے تھے غالباً روحانی پہلو سے تو وہی مراد ہو سکتی ہے اور جسمانی پہلو سے ایسے مددگار عطا فرمادے جو ایک مشکل کام کو آسان کرنے کی توفیق رکھتے ہوں۔ سلطان جب کہہ دیا تو مراد یہ ہے کہ ایسا مددگار عطا فرما جس کے اندر غلبہ ہو جس میں طاقت ہو کہ مدد کرنی چاہتا ہے تو مدد پوری کر کے دکھادے۔

چونکہ پاکستان کی جماعتوں میں خصوصیت کے ساتھ اس وقت بہت کمزوری کا حال ہے اس لئے جب میں اس دعا کی تحریک کرتا ہوں تو ان ساری باتوں کو پیش نظر رکھ کے کر رہا ہوں۔ بہت توجہ سے اس دعا کی گہرائی میں اتر کر یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام مشکلات آسان فرمائے اور اپنی طرف سے سلطان نصیر عطا کرتا رہے۔ مشکل سے مشکل کام ہو، مشکل سے مشکل مقدمہ ہو جو جھوٹ کے تانے بانے سے یہ لوگ بنایا کرتے ہیں اس کے باوجود جب آپ سلطان نصیر کی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان باتوں کو آپ کے لئے آسان فرمادے گا۔

تو امید ہے کہ **انشاء اللہ ان دعاؤں کی برکت سے ہم تمام دنیا پر وہ عظیم الشان روحانی فتح حاصل کر سکیں گے جو جماعت احمدیہ کے مقدر میں لکھی تو جا چکی ہے مگر اس مقدر کو کمانا ہمارا کام ہے۔ یہ وہ مقدر ہے جسے خلوص کے ساتھ کمایا جائے گا اور دعاؤں کے ساتھ کمایا جائے گا۔** پس یہ مقدر ان معنوں میں نہیں ہے کہ مقدر ہے، ہو کے رہے گا چاہے ہم کچھ بھی نہ کریں۔ ہو کے رہے گا مگر ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ اس مقدر کو آسان بنانے کے لئے خدا تعالیٰ سے عاجزانہ دعائیں کرنی ہوں گی۔ یہ ہم کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کا یہ مقدر ضرور ہمارے حق میں پورا ہوگا۔

اب میں آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے مضمون میں فرمایا۔ ”وہ دعا جو مغفرت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے“۔ یہ دعا کی معرفت کیا ہے جو ہم نے دعا کرنی ہے وہ میں آپ کو سمجھا چکا ہوں۔ اور یہ خدا کے فضل سے ہی پیدا ہوگی۔ فرمایا یہ جب فضل سے پیدا ہوتی ہے تو ”وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے“۔ اس کی حالت ہی بدل جاتی ہے ”وہ فنا کرنے والی چیز ہے، وہ گداز کرنے والی آگ ہے اور رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے اور آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔ مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں“۔ پس تھکنا نہیں۔ ”مبارک وہ جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں“۔

پس جو ظلم و ستم کے قیدی ہیں خواہ پاکستان میں ہوں یا بنگلہ دیش میں ہوں یا دنیا میں کہیں بھی ہوں ظلم و ستم کے قیدی خدا کی خاطر تو سوائے احمدیوں کے اور کوئی بھی نہیں ہے آج۔ تو کیسی اچھی بات فرمائی ”مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے“۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شیطان کے چنگل سے رہائی کی بات کر رہے ہیں۔ پس یہ مضمون بہت وسیع ہے دونوں طرف اطلاق پاتا ہے۔ ”کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے“۔

”مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے“۔ کتنی پیاری توقعات ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جماعت سے اور کتنا عظیم خطاب ہے ”مبارک تم جبکہ “اس وقت مبارک ہو گے تم۔ یہ نہیں فرمایا مبارک تم جو تھکتے نہیں۔ فرمایا ”مبارک تم جبکہ دعا کرنے سے کبھی ماندہ نہیں ہوتے“۔ اس وقت تم مبارک ہو گے۔ ”اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم اور رحیم، حیا والا اور صادق، وفادار عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو“۔

یہ عبارت یہاں تک پڑھ کر میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اور دعا کے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین اقتباسات میں نے چنے تھے ان کو انشاءاللہ آئندہ خطبات میں کسی کا حصہ بنالوں گا۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے والے

بعض وفود کا تذکرہ

(ملک منظور عمر)

آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں دور ونزدیک سے بہت سے لوگ اکیلے یا وفود کی صورت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپؐ کا ان کے ساتھ خاص عزت و احترام والا سلوک ہوتا تھا۔ جب آپؐ کو وفود کے آنے کی خبر ہوتی تو آپؐ ان کے ٹھہرنے کے لئے بعض صحابہ کرامؓ کے گھروں میں بندوبست کرتے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیتے تھے۔ وفود کی آمد پر اکثر حضرت رملہ بنت حارثؓ کے مکان پر ان کے قیام کا انتظام کیا جاتا تھا۔ ان کے علاوہ حضور ﷺ بعض اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس خدمت کا موقعہ عنایت فرماتے تھے جن میں حضرت ابوثعلبہؓ، حضرت قیس بن حارثؓ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت مقداد بن عمروؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت فروہ بن عمرالبیاضیؓ وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت بلالؓ کو بھی مہمان نوازی کا خاص موقعہ ملا کرتا تھا۔

بعض وفود چونکہ دور سے آتے تھے اس لئے مدینہ میں ان کا قیام لمبا ہو جاتا تھا۔ بعض دس دن ٹھہرے رہتے تو بعض مہینہ مہینہ حضورؐ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے لئے رک جاتے۔ بعض وفود کا قیام اس سے بھی لمبا ہو جاتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وفود کی مہمان نوازی کے لئے حضور اکرمؐ بنفس نفیس ان کی قیامگاہ پر تشریف لے جاتے جن میں وفد بنی البکاء بھی شامل ہے۔

(طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۹۲)

وفد بَلّی اپنے سردار رویفع بن ثابت البلوی کے مکان پر ٹھہرے تھے۔ رویفع بن ثابت البلوی وفد کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے ان کے بعض سوالات کے جوابات دئے۔ جب یہ لوگ رویفع کے مکان پر واپس آئے تو کچھ دیر کے بعد آپؐ خود ان کے لئے کھجوریں لے کر آئے اور ان کی مہمانوازی کی۔

وفد بھراء حضرت مقداد بن عمروؓ کے ہاں قیام پذیر تھا۔ (زادالمعاد صفحہ ۱۴۷)۔ انہوں نے بڑے تپاک کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا۔ ان کی خوب خاطر مدارات کی۔ مقداد نے کچھ کھانا حصول برکت کی خاطر حضورؐ کی خدمت میں بھجوایا۔ حضورؐ نے تھوڑا سا کھانا لے کر باقی واپس بھیج دیا۔ اب حضرت مقداد دونوں وقت وہ کھانا پیش کرتے لیکن وہ ختم نہ ہوتا۔ وفد کے استفسار پر حضرت مقدادؓ نے اسے آنحضرت ﷺ کی انگلیوں کی برکت قرار دیا جنہوں نے اس کھانے کو چھوڑا تھا۔

اسی طرح بنی عبس کے ایک قبیلہ کے سردار ربیعہ شام کے وقت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کھانا تناول فرمارہے تھے۔ حضورؐ نے ربیعہ کو بھی کھانا کھلایا۔ اسکے بعد انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

حضورؐ مہمانوں کا ہر طرح سے خیال رکھتے۔ خود زمین پر بیٹھ جاتے تھے لیکن مہمانوں کو اچھی جگہ بٹھاتے۔ عدی بن حاتم جب مسجد نبوی میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان کا نام پوچھا اور پھر ان کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ کر کاشانۂ اقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ گھر پہنچ کر حضورؐ نے عدی کو باصرار چمڑے کے گدّے پر بٹھایا اور خود زمین پر بیٹھ گئے۔ عدی کو پختہ یقین ہوگیا کہ آپ کوئی دنیادار بادشاہ نہیں ہیں۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ اور عدی کے درمیان گفتگو ہوئی۔ اس گفتگو کے بعد عدی اسلام لے آئے۔

تحائف اور انعام و اکرام سے نوازنا

حضور ﷺ تقریباً تمام وفود کو انعام واکرام سے نوازتے تھے اوران کی ضروریات کے مطابق انہیں عطا کیا کرتے تھے۔ وفد بنی سعد هذيم جب واپس روانہ ہونے لگا تو آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم فرمایا کہ ان کو چند اوقیہ چاندی تحفہ دے دیں۔

اسی طرح وفد بنی جعدہ کے قبیلے میں سے صرف رقاد بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ ابن کعب بطور وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقام فلج میں ان کو ایک خاص جائیداد عطا فرمائی۔

وفد بنی البکّاء کی واپسی پر آپؐ نے انہیں بھیڑیں عنایت فرمائیں۔

وفد حضرموت کو حضور ﷺ نے سالانہ پیداوار سے کچھ غلہ عطا فرمایا۔

وفد بنی مراد کی طرف سے جب فروہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے انہیں بہت سے انعام واکرام سے نوازا۔ ظہور اسلام سے کچھ عرصہ قبل مراد اور ہمدان کے درمیان لڑائی ہوئی تھی۔ اس کے ایک معرکے میں جسے "یوم الروم" کہا جاتا ہے ہمدان نے مراد کو عبرتناک شکست دی تھی۔ جب فروہ آپؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ نے پوچھا، یوم روم میں تمہاری قوم کو جو مصیبتیں پہنچی ہیں، کیا وہ تمہارے لئے ناخوشگوار بن سکیں؟ فروہ نے جواب دیا "کون ایسا ہے کہ اس قوم کو وہ مصیبتیں پہنچیں جو میری قوم کو یوم روم میں پہنچی ہیں اور وہ ناخوشگوار نہ سمجھی گئی ہوں"۔

آپؐ نے فرمایا "لیکن اسلام تمہاری قوم کے لئے بھلائی کے سوا کچھ نہ بڑھائے گا"۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں بارہ اوقیہ چاندی، اچھی نسل کا ایک اونٹ اور عمان کی تیار شدہ ایک خلعت عطا فرمائی۔

(طبقات ابن سعد صفحہ ۱۲۳)

آنحضرت ﷺ نے وفد بنی رھاویین کو خیبر کی پیداوار میں سے ایک سو وسق عطا کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔

(طبقات ابن سعد دوم صفحہ ۹۲)

اس کے علاوہ حضور ﷺ نے وفد بنی حارث بن کعب کے افراد کو دس، دس اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور قیس بن حصین کو ساڑھے گیارہ اوقیہ عنایت فرمائیں۔

وفد سلاماں کو آنحضرت ﷺ نے ۵،۵ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ حضرت بلالؓ نے آخر میں معذرت کی کہ آج زیادہ مال نہیں ورنہ زیادہ دیتے۔

(زاد المعاد سوم صفحہ ۱۶۳)

آنحضرت ﷺ نے وفد بنی خولان کے ہر رکن کے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عنایت کرنے کا ارشاد فرمایا۔

(طبقات ابن سعد دوم صفحہ ۱۱۹)

وفد بنی حنیفہ کے ہر رکن کو حضورؐ نے چاندی پانچ اوقیے عطا فرمائے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اپنے ایک ساتھی کو سامان اور سواریوں کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ حضورؐ نے اس کے لئے بھی اتنا ہی عطیہ دینے کا حکم دیا جتنا انہیں دیا تھا اور فرمایا وہ (تمہاری سواریوں اور سامان کی حفاظت کرنے کی وجہ سے) بُرے مقام پر نہیں ہے۔

جب حضور ﷺ کی خدمت میں وفدِ احمس حاضر ہوا تو آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا پہلے قبیلہ احمس کے افراد کو عطیہ دو اور پھر بجیلہ کے سواروں کو دو۔ اس وقت بنو بجیلہ کا وفد بھی بارگاہ رسالت میں حاضر تھا۔

حضور ﷺ نے وفد بنی عذرہ کے افراد کو انعام واکرام سے نوازا۔ ان کے ایک شخص کو آپؐ نے چادر بھی اوڑھائی تھی (زادالمعاد دوم)

اسی طرح جب کعب بن زہیرؓ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور اپنا شہرہ آفاق قصیدہ پیش کیا تو آپؐ نے اسے پسند فرمایا اور کعب بن زہیر کو اپنی رداء مبارک عطا فرمائی۔

وفد بنی تجیب کے افراد جب ارکان اسلام سیکھنے کے بعد واپس روانہ ہوئے تو حضور ﷺ نے وفد کے ہر ممبر کو انعامات سے نوازا۔ آپؐ کے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک لڑکا انعام حاصل کرنے سے رہ گیا ہے۔ آپؐ نے اس لڑکے کے عرض کرنے پر اس کے لئے دعا کی اور انعام سے نوازا۔ (طبقات ابن سعد دوم صفحہ ۱۱۸)

۱۰ ہجری میں حضور ﷺ حج کے لئے تشریف لے گئے تو تجیب کے سولہ افراد حضورؐ سے منیٰ میں ملے۔ آپؐ نے اس لڑکے کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور آج تک ہم نے اس سے زیادہ قناعت کرنے والا نہیں دیکھا۔ یہ حضور ﷺ کی دعا اور انعام واکرام کی برکت تھی جس سے اسے قناعت کی دولت ملی۔

ان وفود کے علاوہ بھی بہت سے وفود کو حضورؐ نے انعامات عطا کئے۔ جن میں سے خاص طور پر وفد بَلّی، وفد بنی کلب، وفد بھراء، وفد بنی محارب، وفد بنی جثعم، وفد بنی غسمان، وفد بنی تغلب وغیرہ شامل ہیں۔

وفد داریین کے ایک فرد تمیم نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ہمارے نواح میں روم کی ایک قوم آباد ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ حضورؐ کو ملک شام پر فتح دے تو ان کے گاؤں "جری اور بیت عیون" مجھے ھبہ فرمادیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا "وہ تمہارے ہی ہونگے"۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں جب یہ علاقے فتح ہوئے تو آپؓ نے ان کو یہ گاؤں عطا کئے۔

اوّل تو آنحضرتؐ خود وفود کے اراکین کو انعامات عطا فرماتے تھے لیکن اگر ان میں سے کوئی کچھ مانگ لیتا تو آپؐ وہ بھی اسے عطا فرماتے تھے۔ اسی طرح تنگی کے وقت بھی حضور ﷺ وفود کا ہر طرح خیال رکھتے اور انہیں کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے تھے۔

وفود کی دینی تعلیم و تربیت پر نظر

حضور ﷺ کے پاس جب وفدِ بنی صدف مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو بجائے اس کے کہ وہ سلام کرتے وہ خاموشی سے آکر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ کو ان کی اس حرکت پر تعجب ہوا تو آپؐ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم لوگ مسلمان ہو؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں!۔ یہ مزید تعجب انگیز بات تھی کہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی انہوں نے اسلام کے اس اعلیٰ طریق یعنی سلام کرنے کو اختیار نہیں کیا تھا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا "آپ لوگوں نے سلام کیوں نہیں کیا؟"۔ چنانچہ اہل وفد کھڑے ہوئے اور پھر سلام عرض کیا۔ حضور ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور پھر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے اس طرح سے ان کی تعلیم وتربیت فرمائی اور ایک اعلیٰ اسلامی خلق سکھایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ابھی انہیں اسلامی تعلیم اور اسلامی آداب سے خاص واقفیت نہ تھی۔

اسی وفد کے اراکین نے نماز اور صدقات کے بارے میں سوالات کئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ان کی تفصیلات بتائیں۔ خاص طور پر انہیں زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔

اسی طرح کا ایک واقعہ اس وقت پیش آیا جب وفد جعفی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ جانور کا دل نہیں کھاتے۔ ان کے ہاں میں جواب دینے پر آپؐ نے فرمایا کہ اس کے بغیر تمہارا اسلام مکمل نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی بظاہر ایک چھوٹی سی بات نظر آتی ہے یعنی اگر کسی شخص کو دل اچھا نہیں لگتا تو اس کے نہ کھانے میں بظاہر کوئی حرج نظر نہیں آتا لیکن حضور ﷺ کے اصرار کرنے میں خاص حکمت پوشیدہ تھی۔ دل جو کہ حرام نہیں ہے اور اس کے کھانے سے وفود کے ان اراکین کو کسی قسم کی بیماری کا بھی کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اگر حضور

ﷺ انہیں دل نہ کھانے سے نہ روکتے تو بعید از قیاس نہیں تھا کہ وہ اسے حدیث تقریری کے طور پر لیتے یعنی جس عمل کو حضور ﷺ نے دیکھ کر منع نہیں فرمایا اور خاموشی اختیار کی اس کے نتیجے میں ان کے قبیلہ کے دوسرے لوگ بھی ان کی دیکھا دیکھی دل کھانے سے رک جاتے۔ وہ سمجھتے کہ چونکہ حضور ﷺ نے اس عمل کے نہ کرنے پر خاموشی اختیار کی ہے اور انہیں منع نہیں فرمایا ہے تو اس لئے وہ اسے اچھا عمل سمجھتے اور دل کھانا ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیتے۔ اس کے نتیجہ میں جو لوگ دل کھانا چاہتے ان کے لئے بھی مشکل پیدا ہو جاتی۔

آنحضور ﷺ وفود کی روحانی اور اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہیں اس کے مطابق نصیحت فرماتے تھے۔ وفد بنی تجیب آپؐ کے ہاں اسلام قبول کرنے کی غرض سے آئے۔ آپؐ نے ان کے معیار کے مطابق شرائط اسلام سے آگاہ فرمایا۔ ان کے مقابلے میں جب وفد بنی کلب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں نصیحت کرنے کا انداز اور تھا۔ آپؐ نے سادہ الفاظ میں ان کی عقل و فہم کے مطابق ارشاد فرمایا کہ:

"میں نبی اُمّی، صادق اور پاک ہوں۔ ہلاک ہو گیا وہ انسان جو میری تکذیب کرے اور مجھ سے روگردانی اختیار کرے اور جنگ کرے۔ اور کامیاب ہو گیا وہ انسان جو مجھے جگہ دے، مجھ پر ایمان لائے، میری مدد کرے، میرے قول کی تصدیق کرے اور میرے ہمراہ جہاد کرے"۔

(طبقات ابن سعد حصه دوم صفحه ۱۳۱)

وفد عبدقیس جب اسلام لے آیا تو انہوں نے ایک ایسا سوال کیا جس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ اس عارضی زندگی کے فنا ہو جانے پر سچے دل سے ایمان لا چکے ہیں، آخرت کو اپنا اصل ٹھکانا سمجھتے ہوئے انہوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسا حکم دیں جو ہمیں جنت میں داخل فرما دے۔ آپؐ نے ان کے اس سچے ایمان کو دیکھتے ہوئے انہیں چار باتیں کرنے کی نصیحت فرمائی اور چار باتیں نہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا:

"اٰمُرُکم بأربعٍ و اَنهاکُم عن اَربعٍ ، شهادة اَنْ لاَ الٰه الاّ اللّٰه و انَّ مُحمّدًا رسول اللّٰه واقامِ الصَّلوٰة وإيتاء الزّكوٰة واداء الخُمُس . اَنهاکم عَن اربعٍ، عن الدباء والحَنتَم والنَّقِير و المَزفّت".

(بخاری کتاب المغازی باب ما جاء فی وفد عبدالقیس)

یعنی میں تمہیں چار باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے روکتا ہوں۔ یہ گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور خمس کی ادائیگی کا حکم دیتا ہوں۔ اور چار چیزوں سے روکتا ہوں یعنی دُبّاء، حنتم، نقیر اور مزفّت کے استعمال سے۔ (یہ ایسے برتن تھے جن میں عرب زمانۂ جاہلیت میں شراب وغیرہ بناتے تھے)۔

ان نصائح سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ موقعہ محل کے مطابق ہر ایک کو اُن باتوں کی نصیحت فرماتے تھے جن کی انہیں ضرورت ہوتی تھی۔

حضور ﷺ کی خدمت میں جب وفد کِندہ حاضر ہوا تو اس وقت وہ لوگ ریشمی قبائیں زیب تن کئے ہوئے تھے جن پر سونے کے پتر چڑھائے گئے تھے۔ آپؐ نے انہیں ریشمی کپڑے پہننے سے منع فرمایا تو انہوں نے وہیں کپڑے پھاڑ کر پھینک دئے۔ یہ حضور ﷺ کی اعلیٰ نصیحت ہی کا اثر تھا جس نے ان کے ایمان کو طاقت بخشی تھی اور وہ حضور ﷺ کے حکم پر فوراً لبیک کہتے تھے۔

وفد بنی خولان کو آپؐ نے اخلاقی باتوں کی طرف توجہ دلائی جو یہ ہیں کہ عہد کرو تو اس کو پورا کرو، ہمیشہ امانت ادا کرو، ہمسایہ سے اچھا سلوک کرو، کسی پر کبھی ظلم نہ کرو۔

(زاد المعاد سوم صفحه ۱۵٤)

اس کے علاوہ حضورؐ نے انہیں بُت "عم انس" کو منہدم کرنے کی بھی نصیحت فرمائی۔ واپس جا کر انہوں نے حضور ﷺ کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے بت کو منہدم کر دیا۔

حضور ﷺ کے پاس جب وفدِ بَلهُجَيم آیا تو اس وفد کے ایک رکن ابوجُرَیّ بن سُلَیم بھی تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک قطری تہبند باندھے ہوئے تھا جس کے کنارے میرے قدموں تک تھے اور میں چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ سکھائیے جس سے اللہ مجھے نفع دے۔ آپؐ نے فرمایا "تم ذرا سی بھلائی کو حقیر نہ جانو۔ اگرچہ تم اپنے برتن سے پیاسے کے برتن میں پانی ڈال دو اور یہ کہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو اور جب وہ چلا جائے تو اس کی غیبت نہ کرو۔ یہ باتیں بیان فرما کر حضور ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی کہ کسی کو گالی نہ دینا اور اپنے تہبند کو زیادہ نیچا نہ لٹکانا کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے تہبند کو لٹکتا دیکھ کر پہلے بلاواسطہ طریقے سے انہیں نصیحتیں فرمائیں کہ تکبر اچھی چیز نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے انہیں کھول کر بتا دیا کہ تہبند کو زیادہ نیچا نہ رکھنا چاہئے، یہ تکبر کی علامت ہے۔ حضور ﷺ کے اس انداز سے نصیحت فرمانے میں یہ حکمت بھی تھی کہ اگرچہ بظاہر تہبند کے نیچا ہو کر گھسٹنے سے فرق نہیں پڑتا۔ لیکن یہ بات چونکہ اُس زمانے میں تکبر کی علامت بن چکی تھی اس لئے آپؐ نے انہیں اس سے منع کیا۔

وفد بنی هلال کے ایک رکن حضرت قبیصہؓ تھے جن پر کچھ قرض تھا۔ انہوں نے حضورؐ سے درخواست کی کہ یہ قرض اتارنے میں میری مدد فرمائیے۔ اس وقت آپؐ کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس لئے آپ نے انکار کی بجائے انہیں یہ فرمایا کہ تم یہاں رہو جب صدقات آئیں گے تو تمہارا قرض ادا کر دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی آپؐ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ "اے قبیصہ! سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لئے جائز ہے۔ ایک وہ جس پر قرض ہو، دوسرا وہ جس کا مال تلف ہو گیا ہو، تیسرا وہ جو فاقہ میں مبتلا ہو اور اس کی قوم کے تین آدمی کہہ دیں کہ یہ شخص فاقہ میں مبتلا ہے۔ بس ان تین کے سوا کسی کے لئے سوال کرنا جائز نہیں"۔ ان کے سوال کرنے پر آپؐ نے ہرگز انکار نہیں فرمایا کیونکہ قرض دار ہونے کی حیثیت سے ان کا سوال کرنا جائز تھا لیکن ساتھ ہی انہیں تنبیہ بھی فرما دی تاکہ انہیں سوال کرنے کی عادت ہی نہ پڑ جائے۔ اور وہ ہر چھوٹی موٹی ضرورت کے لئے سوال نہ کرنے لگ جائیں۔

قبیلہ بنی عبس جب اسلام لے آیا تو ایک وفد میں ان کے تین آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے قاری نے کہا ہے کہ جس نے ہجرت نہیں کی اس کا اسلام بھی کوئی نہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے انہیں بڑی پاکیزہ نصیحت فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا "اتقوا اللّٰه حیث کنتم فلن یلتکم من اعمالکم شیئا" یعنی تم جہاں بھی ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔

اُس وفد کے اراکین نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر اس شخص کا کوئی اسلام نہیں جس نے ہجرت نہیں کی تو ہم اپنے مال مویشی فروخت کر دیتے ہیں اور ہجرت کر آتے ہیں۔ آپؐ نے انہیں ایسا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ اصل چیز تو تقویٰ ہے اسے اختیار کرو۔

وفود کی واپسی پر اپنے قبیلے والوں کو تبلیغ

جیسا کہ پہلے ذکر آیا ہے کہ بعض وفود حضور ﷺ کے پاس زیادہ دیر کے لئے ٹھہر جاتے تھے لیکن بعض وفود تبلیغ حق کے لئے جلد ہی اپنے علاقوں میں لوٹ جاتے تھے۔ جن میں سے ایک وفد، وفد بن رواس بھی ہے۔ اس قبیلے کے سردار عمرو بن مالک تھے جو اسلام لانے کے بعد جلد ہی اپنے قبیلے میں لوٹ آئے اور تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔

تبلیغ کا شوق رکھنے والے ایک اور نو مسلم جو کہ وفد بنی ثقیف سے تعلق رکھتے تھے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ مجھے ثقیف میں اسلام پھیلانے کی اجازت دی جائے۔ آپ نے ان کے علاقے کے حالات سے واقف تھے۔ اس لئے فرمایا کہ تمہاری قوم تمہارے ساتھ جنگ کرے گی اور مخالفت پر آمادہ ہو جائے گی۔

(ابن هشام حصه دوم صفحه ٦٤٦)

لیکن اسلام کے اس فدائی نے اس نیکی سے محروم رہنا پسند نہ کیا اور اصرار کرتے ہوئے کہا کہ وہ مجھے اکلوتے بیٹوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ مجبوراً آپؐ نے انہیں اجازت دے دی۔ انہوں نے واپس جا کر قوم میں تبلیغ کی تو وہ آپؓ کے دشمن ہو گئے اور آپؓ کو نماز کی حالت میں شہید کر دیا۔ لیکن ان کے اس سچے ارادے کی تکمیل اس طرح ہوئی کہ کچھ عرصہ کے بعد باقاعدہ طور پر ثقیف کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور مشرف باسلام ہوا۔

حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنی حارث بن کعب کی طرف مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ تبلیغ کے لئے بھیجا۔ اس سے پہلے اس وفد کے ۱۷ افراد اسلام لا چکے تھے۔ جب مسلمان ان کے علاقہ میں پہنچے تو انہوں نے دعوت اسلام کو قبول کر لیا۔ اس کی ایک وجہ وہ ۱۷ افراد تھے جو کہ اس سے پہلے حضور ﷺ کی صحبت سے فیضیاب ہو چکے تھے۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے اس کا فیض اپنی قوم کو بھی پہنچایا ہوگا۔ جس کے نتیجے میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے وہاں جانے پر کوئی جنگ نہ ہوئی اور انہوں نے صدق دل سے اسلام کو قبول کر لیا۔

وفد از دشنواہ کے ایک باثر شخص ضمادؓ تھے جو کہ جھاڑ پھونک اور طبابت کا کام کرتے تھے۔ جب انہوں نے آنحضورؐ کی باتیں سنیں تو ان پر ان کا بہت گہرا اثر ہوا اور آپ کو دوبارہ ساری باتیں دہرانے کا کہا۔ اس طرح آپ نے تین دفعہ ان باتوں کو دہرایا۔ اسکے بعد وہ اسلام لے آئے۔ آپؐ نے ان کے اسلام میں اس قدر دلچسپی لینے کو مدنظر رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ واپس جا کر اپنی قوم میں بھی ان باتوں کی تبلیغ کریں۔ انہوں نے کہا کہ بہت اچھا میں ایسا ہی کروں گا۔ حضور ﷺ جانتے تھے کہ ایسا شخص جو اپنی قوم میں مشہور ہو اور لوگ اس کی باتیں سنتے ہوں اور اس کا پیشہ ایسا ہو جس کے ذریعے سے وہ لوگوں کی خدمت کرتا ہو اور لوگوں کے لئے اس کے دل میں ہمدردی ہو وہ تبلیغ کے کام کو بڑے احسن طریق سے سرانجام دے سکتا ہے۔

قیس بن مالک جو کہ وفد بنی ارحب سے تعلق رکھتے تھے اسلام لے آئے۔ آپؐ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم مجھے ان باتوں کے ساتھ جن کی میں تبلیغ کرتا ہوں اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم خود جاؤ اور اپنے قبیلے میں تبلیغ کرو۔ اس کے نتیجہ میں قبیلہ بنو ارحب مشرف باسلام ہو گیا۔

بعض وفود کا سخت اندازِ گفتگو

وفد بنی تمیم جو کہ مردوں، عورتوں اور بچوں پر مشتمل تھا حضور ﷺ کے پاس آئے۔ ان سب کو سریہ عینیہ یا سریہ تمیم میں گرفتار کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے بڑے اکھڑ طریقے سے حضور ﷺ کو پکارا۔ حضور نے ان کے پکارنے پر فوری جواب نہ دیا بلکہ آپ مسجد میں نماز کے لئے چلے گئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے باوجود آپؐ نے انہیں جنت کی بشارت دی اور ان کے ساتھ بڑے حسن سلوک سے پیش آئے۔

بعض افراد جو اسلام لانے سے پہلے اسلام کے سخت دشمن تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی غیبی طاقت انہیں اسلام کی طرف لے ہی آئی جس کے نتیجے میں وہ آپؐ سے اسلام کے بارے میں طرح طرح کے سوالات کرتے جن میں سختی کا عنصر شامل ہوتا تھا۔ وفد معاویہ بن عبدة قشیری کے ایک شخص جو اسلام کے ایسے شدید مخالف تھے کہ وہ آپؐ کے پاس بھی نہیں آنا چاہتے تھے۔ لیکن آخرکار ان کا دل اس طرف مائل ہوا اور انہوں نے آپؐ سے اس انداز

باقی صفحه نمبر ۱۲ پر ملاحظه فرمائیں

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم

(صفیہ صدیقہ اہلیہ ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم)

ابتداء سے ہی یہ طریق رہا ہے کہ جو پیدا ہوا اس نے ایک دن اس دنیا سے واپس بھی جانا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو نیکی اور تقویٰ سے زندگی بسر کر کے اپنے رب کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ انہی خوش قسمت لوگوں میں سے میرے شوہر محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب بھی تھے جو بھرپور خدمتِ دین کرنے کے بعد ۳۰ر دسمبر ۱۹۹۵ء کو اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح ہمارا بندھن جو حضرت مصلح موعودؓ نے باندھا تھا وہ ۵۱ سال اور ۹ دن کے بعد ختم ہو گیا۔ تفصیل اس کی کچھ یوں ہے:

۱۹۴۳ء میں مکرم مولوی صاحب کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات کرنے گئیں تو عرض کیا حضور میرا بھائی شادی نہیں کرواتا، آپ اسے کہیں کہ وہ ہماری خوشی پوری کرے۔ اس پر حضور نے ان سے پوچھا آپ شادی کیوں نہیں کرواتے۔ انہوں نے جواباً عرض کیا ایک تو میں دن رات حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں، دوسرے اچھے خاندان والے میرے معمولی مشاہرہ کی وجہ سے مجھے رشتہ دینا پسند نہیں کرتے اس لئے میں نے اس بارہ میں سوچا ہی نہیں۔ فرمایا شادی تو تمہاری میں نے کروانی ہے بتاؤ اپنی مرضی سے کرو گے یا میری مرضی سے تو عرض کیا حضور کی مرضی مقدم ہے لہذا حضور نے دو جگہ ان کے رشتہ کی تحریک کی۔ تو ایک طرف سے جواب ملا حضور شرح صدر نہیں ہو رہا۔ دوسری طرف نے جواباً عرض کیا استخارہ ٹھیک نہیں آ رہا۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا اب میں ایسے آدمی کو کہنے لگا ہوں جو میرے پسینہ کی جگہ خون بہانے کو تیار ہے اور انکار کرنا تو جانتا ہی نہیں۔ چنانچہ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب سے فرمایا کہ وہ میرے ابا جان، قاضی محمد رشید صاحب کو خط لکھیں جو ان دنوں سکندر آباد دکن میں سویلین گزیٹڈ آفیسر (CGO) کے عہدہ پر کام کر رہے تھے۔ ان دنوں ابا جان کی ڈاک حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحبؓ کی معرفت جاتی تھی اور اتفاق یہ ہوا کہ حضرت سیٹھ صاحب نے بھی اپنی تیسری بیٹی کے رشتہ کے لئے حضور کی خدمت میں عرض کیا ہوا تھا۔ جب یہ خط ملا تو ان کو ابا جان کا نام نظر ہی نہ آیا، صرف اپنا نام پڑھ کر خط کھول لیا جس میں لکھا ہوا تھا امید ہے مولوی نورالحق صاحب کو آپ جانتے ہونگے نوجوان ہیں، مولوی فاضل ہیں، میٹرک پاس ہیں۔ آج کل تفسیر کے کام میں حضور کی مدد کرتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں اگر آپ پسند کریں تو ان کا رشتہ آپ کے ہاں ہو جائے۔ پھر جب انہوں نے گھر والوں کو خط دکھایا تو انہوں نے کہا اتنی دور پنجاب میں ایک پنجابی سے دل نہیں مانتا۔ حضور سے کہیں یہاں قریب کا کوئی رشتہ بتائیں۔ چونکہ سیٹھ صاحب تاجر پیشہ تھے اور ایک ماہ بعد وہ پھر اپنے خطوں کی جانچ کیا کرتے تھے کہ کس کس آرڈر کی تعمیل ہو گئی ہے اور کون سے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک ماہ تک وہ خط بھی پڑا رہا اور جب دوبارہ خط ان کے ہاتھ آیا تو اس پر ان کو ابا جان کا نام لکھا ہوا نظر آیا۔ شام کو جب ابا جان مغرب کی نماز کے لئے حضرت سیٹھ صاحب کے گھر آئے تو انہوں نے کہا قاضی صاحب مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ میں نے حضور کی طرف سے آمدہ آپ کے خط کو کھول لیا ہے اور میں آپ کو یہ بتا تا چلوں اگر یہ خط میرے نام ہوتا تو میں تو اس امتحان میں فیل ہو گیا ہوں۔ دیکھیں آپ پاس ہوتے ہیں یا نہیں۔ ابا جان نے کہا اگر یہ حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے ہے تو آپ مجھے پاس ہی سمجھیں۔ پھر حضور کی خدمت میں لکھا میں تو اپنے مرشد کو جانتا ہوں حضور جو فیصلے فرمائیں گے مجھے منظور ہوگا۔ اس کے بعد یہ معاملہ التوا میں پڑتا گیا کیونکہ حضرت ام طاہرؓ کی بیماری تشویشناک صورت اختیار کر گئی تھی آخر خدا کی تقدیر غالب آئی اور ۵ر مارچ ۱۹۴۴ء کو آپ کی وفات ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کچھ عرصہ بعد حضور نے پھر اس معاملے کی طرف توجہ فرمائی۔ فرمایا نکاح فارم پر کر دیں لیکن حق مہر کا خانہ خالی رکھیں وہ میں خود پُر کروں گا۔ چنانچہ حسب ارشاد ایسا ہی کیا گیا۔ جب حضور کو نکاح فارم دیا گیا تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اس میں ۵۰۰ روپے لکھ دیئے۔ مکرم مولوی صاحب نے بعد میں مجھے بتایا کہ جب ان کو معلوم ہوا تو وہ سخت گھبرا گئے کہ ۱۵ روپے الاؤنس ملتا ہے میں اتنی رقم کیسے ادا کروں گا پھر سوچا خدا کے نیک بندے نے اگر لکھا ہے تو خدا تعالیٰ خود ہی اس کی ادائیگی کے سامان بھی پیدا کریگا۔ دن گزرتے چلے گئے تو ایک دن حضور نے مولوی صاحب سے فرمایا تمہارے صبر کو بہت آزما لیا ہے چلو آج میں تمہارے نکاح کا اعلان کر دوں گا۔

نکاح فارم تو حضور کے پاس ہی تھا اور میرے ابا جان سے بھی پچھوا لیا تھا کہ ولی کون ہو گا ابا جان نے بذریعہ تار جواب دیا تھا میری طرف سے حضور ولی ہونگے۔ چنانچہ ۱۰ر اپریل ۱۹۴۴ء کو عصر سے کچھ پہلے اعلان نکاح کا ارادہ ظاہر فرمایا تو مولوی صاحب نے کسی آدمی کو دوڑایا کہ وہ ان کے والد محترم کو بلا لائے۔ حضور نکاح کا اعلان فرمانے والے ہیں۔ ادھر میرے نانا مکرم مولوی محمد عبداللہ بوتالویؓ جو دفتر بیت المال میں کام کرتے تھے وہ روزانہ عصر کی نماز پڑھ کر گھر آیا کرتے تھے چنانچہ اس روز بھی نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد اقصیٰ کی طرف چلے پھر خیال آیا مسجد مبارک میں خلیفۂ وقت کے پیچھے پڑھ لوں گا۔ چند منٹ سوچنے کے بعد آخر قدم مسجد مبارک کی طرف بڑھا دیئے۔ نماز کے بعد حضور نے فرمایا دوست بیٹھے رہیں میں ایک نکاح کا اعلان کرنے والا ہوں۔ اس طرح دونوں خاندانوں میں سے ایک ایک صحابی کو اس تقریب میں شرکت کا موقع مل گیا۔ الحمد للہ۔

اس کے بعد وقت گزرتا رہا اور دسمبر کا مہینہ آ گیا۔ میرے ابا جان ہر سال دسمبر کے مہینہ میں ایک ماہ کی چھٹی پر گھر آیا کرتے تھے تاکہ جلسہ سالانہ میں بھی شامل ہو سکیں۔ چنانچہ ایک دن حضرت مصلح موعودؓ نے مولوی صاحب کو بلایا اور فرمایا اس ماہ میں آپ کی شادی ہے کچھ تیاری تو کی ہو گی۔ عرض کیا میں اپنے کپڑے دھوبی سے دھلوا لوں گا اور رخصت کروا لاؤں گا۔ فرمایا ٹھہرو اور میرے ماموں جان مکرم عبدالرحمٰن صاحب انور کو بلایا جو انچارج دفتر تحریک جدید تھے ان سے فرمایا میں ہر واقف زندگی کی شادی کے موقع پر ۵۰ روپے دلوایا کرتا ہوں اب چونکہ مہنگائی ہو گئی اس لئے آج سے یہ رقم دگنی کرتا ہوں۔ مولوی صاحب کو ۱۰۰ روپے ادا کر دیئے جائیں۔ پھر فرمایا تین سال سے یہ میرے ساتھ تفسیر کا کام کر رہے ہیں جس کا معاوضہ کچھ نہیں دیا گیا اس لئے ۳۰۰ روپے وہ بھی دے دیں۔ پھر ماموں جان سے فرمایا اب آپ جائیں اور پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر کے روپے نکالے جو تین صد روپے تھے۔ اس طرح سے ۷۰۰ روپے دے کر فرمایا، اب تو اچھی طرح شادی ہو جائے گی ناں؟ جائیں شادی کی تیاری کریں۔ پھر ۲۱ر دسمبر کو عصر کے بعد مولوی صاحب کو بلوایا اور حضرت اُمّ ناصرؓ کی معیت میں اپنی کار میں بٹھا کر میرے ابا جان کے مکان واقع ریلوے روڈ دارالبرکات قادیان میں تشریف لائے۔ باقی بارات کہیں بعد میں آئی۔ ایک گھنٹہ سے زائد وقت وہاں تشریف فرما رہے ایک لمبی پرسوز دعا کروائی۔ اندر حضرت اُمّ ناصرؓ نے مجھے ایک عطر کی شیشی اور دو روپے سلامی کے دیئے پھر حضور نے مولوی صاحب سے فرمایا یہاں تک میں نے آپ کا ساتھ دے دیا ہے اب اس کے آگے آپ خود سنبھالیں۔ ویسے تو حضور کی شفقت کے مزے ہم ساری عمر ہی لیتے رہے۔ حضور نے تاعمر محبت اور دلداری کا سلوک فرمایا اس کے لئے ہم جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے۔

بعد میں آنے والے خلفائے کرام سے بھی بہت محبت اور شفقت ملی۔ مجھے ایک لمبا عرصہ ان کے ساتھ گزارنے کا موقعہ ملا میں نے ان کو دعا گو، نیک اور رحمدل پایا۔ ان کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ پانچوں نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کریں۔ میں نے کبھی ان کو فارغ بیٹھے نہیں دیکھا۔ بس کام کام اور کام پر ہی عمل کرتے تھے۔ جن دنوں ادارۃ المصنفین کے ڈائریکٹر تھے دن بھر وہاں مصروف رہنے کے بعد جو کتابیں چھپ رہی ہوتیں ان کے پروف پڑھنے کے لئے گھر لے آتے۔ کہتے تھے ایک تو آپ تیز پڑھتی ہیں اس لئے کام جلدی ختم ہو جاتا ہے اور خود میری تسلی ہو جاتی ہے۔ دوسرے ادارہ ایک زائد خرچ سے بچ جاتا ہے کسی اور کو تو اس کا معاوضہ دینا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل توکل تھا آج سے ۴۰ برس پہلے کی بات ہے ایک دن عصر کی نماز پڑھ کر گھر آئے تو میں نے کہا آپ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میری ہر جائز ضرورت کو پورا فرماتا ہے اس نے کبھی میری جیب خالی نہیں رکھی۔ دو تین چیزوں کی اشد ضرورت ہے اور الاؤنس ملنے میں ابھی کچھ دن باقی ہیں اگر ہو سکے تو یہ چیزیں لا دیں۔ کہنے لگے لسٹ بنا دیں۔ میں نے کہا لسٹ کی کیا ضرورت ہے۔ دو تین تو چیزیں ہیں زبانی بھی یاد رہیں گی۔ انہوں نے لسٹ بنانے پر اصرار کیا تو میں نے بھی ان تمام چیزوں کی لسٹ بنا دی جو ہر ماہ کے شروع میں سارے مہینے کے لئے منگوائی جاتی تھیں۔ خیر وہ گھر سے نکلے اور آدھے پونے گھنٹہ کے بعد جب گھر آئے تو وہ تمام چیزیں لے آئے جو لسٹ میں لکھی گئی تھیں۔ میں نے گھبرا کر کہا کہیں آپ ادھار تو نہیں لے آئے۔ میں نے ادھار خریدی ہوئی چیزیں استعمال نہیں کرنی۔ پہلے تو کہا آپ کی ضرورت پوری ہو گئی ہے آپ کو اس سے کیا کہاں سے آئی ہیں۔ میرے اللہ نے جائز ضرورت پوری کر دی۔ پھر میرے اصرار پر بتایا کہ جب میں گھر سے نکلا اور جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس میں ایک اٹھنی تھی۔ تھوڑا آگے گیا تو ایک سوالی نے کہا اللہ کے نام پر کچھ دیں بھوکا ہوں۔ چنانچہ وہ اٹھنی اسے دے دی۔ اور اپنے رب سے کہا میری ضرورت تو آپ نے پوری کرنی ہے اور آگے چلنا شروع کر دیا تو سامنے سے ایک دوست کو تیز قدموں سے اپنی طرف آتے دیکھا۔ (انہوں نے تو مجھے ان کا نام بتایا تھا مگر مجھے یاد نہیں آ رہا)۔ وہ کہنے لگے میں دعا کر رہا تھا کہ آپ سے ملاقات ہو جائے ایک ضروری مسئلہ حل کروانا تھا۔ اور وقت میرے پاس کم تھا ادھر آگے بھی ایک کام ہے۔ اور ابھی تھوڑی دیر میں میری واپسی ہے۔ سو اللہ نے میری سن لی اور آپ سے ملاقات ہو گئی۔ خیر جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئے تو رخصت ہونے سے پہلے معانقہ کرتے وقت میری جیب میں ایک لفافہ ڈال دیا اور جیب پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے بس آپ نے انکار نہیں کرنا۔ اگر میں گھر جاتا تو بچوں کے لئے کچھ پھل وغیرہ تو لانا ہی تھا اب آپ خود لے لینا۔ پھر میں نے دکان پر جا کر وہ لسٹ دکاندار کو دی کہ اس کے مطابق چیزیں دے دیں۔ آخر میں جب بل دیکھا تو اتنا ہی تھا جتنے لفافے میں روپے تھے۔ الحمد للہ۔

اللہ کا بڑا احسان ہے کہ میں اور بچے بہت ہی کم بیمار ہوتے تھے اور میں ان سے کہا کرتی تھی کہ آپ واقف زندگی ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے بیماری پر خرچ ہونے والی رقم کا بوجھ آپ پر نہیں ڈالا۔ ویسے اگر کسی بچے کی طبیعت ذرا بھی خراب ہوتی تو بہت پریشان ہو جاتے تھے اور دعا میں لگ جاتے

تھے۔ بچے بھی رات کے وقت اپنی کسی ضرورت کے لئے ابا کو ہی آواز دیتے تھے۔ اللہ کا یہ بھی ایک فضل تھا کہ ان کو نیند جلدی آجاتی تھی مثلاً ان کا کام ختم ہو گیا ہے اور نماز میں ابھی پندرہ منٹ باقی ہیں تو کہتے میں بارہ منٹ کے لئے سونے لگا ہوں اور ٹھیک بارہ منٹ کے بعد اٹھ جاتے اور طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اتنے کام کرنے کے ساتھ نیند بھی پوری کر لیتے۔

ہم پر ایک ان کا بڑا احسان یہ بھی ہے کہ انہوں نے ہمیں حلال اور طیب رزق کھلایا۔ دنیاوی اموال کی طرف کبھی نظر نہیں کی۔ ہمیشہ پوری دیانت داری کے ساتھ کام کیا۔ اور جو کام بھی ان کے سپرد ہوا اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں پوری طاقت خرچ کر دی۔ آخر وقت تک کام کرتے رہے۔ خدمت خلق بھی عمر بھر خوب کی۔ ہومیو پیتھک کا شغف تھا اور مریضوں کو ہمیشہ مفت دوائی دیتے تھے۔ اپنے بچوں کو بھی ہمیشہ خدمت دین کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اولاد کی طرف سے بھی آنکھیں ٹھنڈی رکھیں۔ ماشاء اللہ سب ہی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کی آنکھیں بھی اپنی اولاد کی طرف سے ٹھنڈی رکھے۔ آمین۔

جب ہماری بڑی بیٹی امتہ النور ایم۔اے۔ نے میٹرک کا امتحان دے دیا تو ایک دن میں نے مولوی صاحب سے کہا اب بچی بڑی ہو گئی ہے اس کی شادی کے بارہ میں ابھی سے سوچنا چاہئے۔ آخر کچھ جہیز وغیرہ بھی تیار کرنا ہوگا۔ کہنے لگے جس اللہ نے بچے دئے ہیں وہی جہیز بھی دے گا۔ میں نے کہا اللہ میاں نے بنا بنایا جہیز تو آسمان سے نہیں اتارنا۔ ہمیں کچھ تدبیر تو کرنا ہوگی۔ اس پر بھی بس یہی کہا فکر نہ کریں اللہ بہتر سامان کرے گا۔ میں نے کہا کہ میں توکل کے اس مقام تک نہیں پہنچی جہاں آپ ہیں۔

جب ربوہ نیا نیا آباد ہوا تھا تو دفتر کے کاموں کے سلسلہ میں اکثر لاہور جانا پڑتا تھا۔ ان دنوں لاہور کے امیر جماعت حضرت شیخ بشیر احمد صاحب تھے۔ انہوں نے مولوی صاحب سے کہا ہوا تھا کہ آپ جب آئیں تو میرے پاس ٹھہرا کریں۔ چنانچہ جب تک وہ زندہ رہے اسی پر عمل ہوتا رہا۔ اگر کبھی رات وہاں گزارنا ہوتی تو قیام مکرم شیخ صاحب کے ہاں ہوتا۔ ایک مرتبہ مولوی صاحب لاہور گئے تو شیخ صاحب کہنے لگے مولوی صاحب آج میں آپ کو اس کمرہ میں ٹھہرا رہا ہوں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ چنانچہ تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ آپ کو معلوم ہے میں کتنا مصروف ہوں سلسلہ کے کاموں میں اور میرے پاس وقت نہیں کہ میں بچی کے لئے رشتہ تلاش کر سکوں۔ اب آپ نے ہی میرا یہ کام کرنا ہے۔ نماز تہجد کے بعد کچھ دیر کے لئے لیٹ گئے تو ایک زوردار آواز آئی "لئیق احمد طاہر"۔ یہ سنتے ہی اٹھ بیٹھے اور سوچنے لگے مگر اس نام کا کوئی آدمی ان کے ذہن میں نہ آیا۔ عزیزم لئیق احمد طاہر ان دنوں انگلستان میں تھے۔ دعائیں کرتے کچھ اور وقت گزر گیا۔ ایک دن اپنے دفتر سے جو قصر خلافت میں مسجد مبارک کے قریب تھا گھر آ رہے تھے کہ عزیزم لئیق احمد طاہر کو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے نکلتے دیکھا تو رک گئے کہ ان کا یہی نام ہے۔ پھر چند دن بعد ان کے بڑے بھائی ملک محمد احمد صاحب سے پوچھا کہ عزیز کا کہیں رشتہ تو طے نہیں ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ ان کا رشتہ سندھ میں تقریباً طے ہو چکا ہے۔ بس اعلان باقی ہے۔ مولوی صاحب نے دل میں کہا شاید وہ کوئی اور وجود ہوگا۔ اس طرح سے کچھ اور عرصہ گزر گیا۔ ایک دن عشاء کی نماز مسجد ناصر دارالرحمت غربی میں ادا کر کے گھر آنے لگے تو دیکھا وہاں ملک محمد احمد صاحب بھی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ مسجد سے باہر آئے اور مولوی صاحب سے کہنے لگے آپ نے ایک مرتبہ عزیزم لئیق کے بارے میں پوچھا تھا اگر آپ کہیں تو میں اپنی والدہ صاحبہ کو بھیجوں۔ انہوں نے کہا ان کا تو نکاح ہونے والا تھا۔ کہنے لگے وہ معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ کیونکہ جہاں بات ہو رہی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجازت سے ہو رہی تھی۔ آخر پر سندھ والوں نے ایک خط کے ذریعہ عزیزم لئیق احمد طاہر سے ان کے الاؤنس کے بارہ میں پوچھا۔ لئیق احمد صاحب وہ خط لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پاس لے گئے۔ آپ نے فرمایا جو لوگ ایک واقف زندگی سے آج اس کے الاؤنس کے بارہ میں پوچھ رہے ہیں وہ کل اور مطالبات سے پریشان کر سکتے ہیں فوراً انکار کر دیں۔ اس طرح طے ہو جانے کے بعد یہ رشتہ یک دم ختم ہو گیا۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی میری بیٹی امتہ النور کے ساتھ یہ رشتہ طے ہو گیا اور شادی کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسی مدد فرمائی کہ سب کام بخیر و خوبی انجام پا گئے۔

واقعات تو اور بھی ہیں مگر اس وقت اسی پر اکتفا کرتی ہوں۔ دعا ہے جس طرح دنیا میں ان کو خلفاء کا قرب حاصل رہا اور خدمت کی توفیق ملی اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی اپنے نیک بندوں کے قرب سے نوازے۔ ہر لحہ اور ہر آن ان کے درجات بلند سے بلند تر کرتا رہے۔ اور سب بچوں کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ اور ہمارا انجام بخیر کرے۔

اپنی زندگی کے آخری چھ ماہ میں انہوں نے میرا بہت خیال رکھا۔ کہا کرتے تھے جوانی میں تو اپنی مصروفیات کی وجہ سے مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ آپ نے کیا کھایا، کیا پہنا۔ اب تھوڑی سی تلافی کر لینے دیں۔ غالباً ان کو پہلے ہارٹ اٹیک کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ علم ہو چکا تھا مگر مجھے کچھ نہیں بتایا کہ میں پریشان نہ ہوں۔ مگر اس عرصہ میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا میں ہی جنت کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

چونکہ اس مضمون میں حضرت مصلح موعودؓ کی محبت اور شفقت کا ذکر ہے اس لئے حضورؓ کے ہی ایک قطعہ پر اس مضمون کو ختم کرتی ہوں۔

اے میری جاں ہم بندے ہیں اک آقا کے آزاد نہیں
اور سچے بندے مالک کے ہر حکم پہ قرباں جاتے ہیں
ہے حکم تمہیں گھر جانے کا اور ہم کو ابھی کچھ ٹھہرنے کا
تم ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ ہم پیچھے پیچھے آتے ہیں۔

بقیہ: بعض وفود کا تذکرہ از صفحہ نمبر ۱۰

میں سوال کیا کہ میں خدا کا واسطہ دے کر آپؐ سے پوچھتا ہوں کہ ہمارے پروردگار نے آپؐ کو ہمارے پاس کیا کیا حکم دے کر بھیجا ہے۔ آپؐ نے ان کو بڑا تسلی بخش جواب دیا۔ اس طرح کے انہوں نے کئی سوال کئے۔ جن کے جوابات آپؐ نے بڑے صبر و تحمل اور حکمت سے دئے۔ ان کے سوال میں یہ بات نظر آتی ہے کہ وہ خدا کے قائل تھے۔ اور ان کا دل اس خدا کی تلاش میں تھا جو ان کو آپ ﷺ کے پاس آنے سے مل گیا۔

اسی طرح ایک اعرابی نے آپؐ کی اونٹنی کی مہار اس وقت پکڑ لی جب آپؐ سفر پر جا رہے تھے۔ آپؐ نے اس کے لئے اپنی سواری روک دی۔ اس نے دو ٹوک سوال کیا کہ مجھے وہ بات بتایئے جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور آگ سے دور کر دے۔ اس پر آپؐ نے اپنے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اسے اچھی توفیق ملی۔ یعنی اگرچہ اس کا انداز عجیب تھا لیکن چونکہ اس میں سچی تڑپ تھی اس لئے آپؐ جو بھی اسے نصیحت فرمائیں گے، وہ اسے قبول کر لے گا۔ کیونکہ اسے جنت کی قربت اور آگ سے دوری چاہئے تھی۔ چنانچہ آپؐ نے اسے چند نصائح فرمائیں۔

وفود کا اپنے بُت منہدم کرنا

عرب جو کہ بت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا، انہیں وحدانیت کی طرف لانے کے لئے ضروری تھا کہ انہیں بت پرستی سے منع کیا جائے۔ جو وفود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے وہ یا تو پہلے ہی اپنے بُت توڑ آتے تھے یا پھر آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد واپس آکر بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیتے تھے۔ بعض وفود کو حضور ﷺ خود تاکید فرماتے تھے کہ بتوں کو توڑ دو۔ وفد سعد العشیرہ کے ایک فرد جب اسلام لائے تو انہوں نے اپنے بُت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ یہ کام انہوں نے حضورؐ کی خدمت اقدس میں پیش ہونے سے پہلے سر انجام دیا۔ ان کے اس بُت کا نام "فرّاض" تھا۔ اس طرح بُت کو توڑ کر اور اپنے دل میں توحید کی شمع روشن کر کے وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اسی طرح جب وفد بنی جثعم کے افراد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جانے لگے تو پہلے انہوں نے اپنے بُت ذوالخلصہ کو توڑا اور پھر آپؐ کے پاس پہنچ گئے اور بیعت کر لی۔

وفد بنی خولان جو کہ "عمّ انس" بُت کے پجاری تھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ آپؐ کے فرمانے پر وہ بُت کو منہدم کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ وفد کے اراکین نے بتایا کہ اب صرف ایک بوڑھا اور ایک بڑھیا "عم انس" کے دامن سے چمٹے ہوئے ہیں۔ لیکن واپس جا کر انہوں نے بُت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

وفود کے لئے امن کی تحریر

بعض وفود کی واپسی پر حضور ﷺ نے ان کے لئے امن کی تحریرات لکھ کر دیں۔ جن کا بنیادی مقصد وفود کے جان و مال کی حفاظت تھا۔ وفد بنی بارقا اسلام لایا تو آپؐ نے انہیں امن کی ایک تحریر لکھ کر دی جو کچھ اس طرح تھی کہ یہ فرمان محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے بارق کے لئے ہے۔ نہ تو بارقا کی اجازت کے بغیر ان کے پھل کاٹے جائیں گے، نہ جاڑے اور گرمی میں ان کے علاقہ میں مویشی چرائے جائیں گے۔ جو مسلمان چراگاہ نہ ہونے کے سبب یا خود رو گھاس چرانے کے لئے ان کے پاس سے گزرے تو بارقا تین دن کے لئے ان کی مہمان نوازی کریں گے۔ اگر بارقا کے پھل پک کر گر پڑیں گے تو مسافر کو صرف شکم سیر کرنے کے لئے پھل حاصل کرنے کی اجازت ہوگی۔ اس فرمانِ رسولؐ پر ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور حذیفہ بن الیمانؓ نے بطور گواہ دستخط کئے اور اسے ابی ابن کعبؓ نے رقم کیا۔

حریث بن حسانؓ اور حضرت قیلہؓ جو کہ وفد بنی شیبان سے تعلق رکھتے تھے جب مسلمان ہوئے تو آنحضور ﷺ نے حضرت قیلہؓ اور ان کی بیٹیوں کے لئے سرخ چمڑے پر ایک تحریر لکھوا کر عنایت فرمائی۔ اس دستاویز کا مضمون یہ تھا کہ "ان کی حق تلفی نہ کی جائے، ان سے زبردستی نکاح نہ کیا جائے اور ہر مومن مسلمان ان کا مددگار رہے۔ تم نیک کام کرو اور بُرے کاموں سے اجتناب کرو"۔

ان وفود کے علاوہ حضور ﷺ نے اور وفود کو بھی امن وغیرہ کی تحریر لکھ کر دی۔ جن میں وفد بنی جذام، وفد بنی جرم، وفد بنی جعدہ، وفد بنی کلب، وفد بنی رہاویین، وفد بنی جشعم، وفد بنی حوان اور وفد بنی ثمالہ وغیرہ شامل ہیں۔

(تاریخ ابن خلدون حصہ اول صفحہ ۱۹۸)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔
یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ

حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے والد حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کا ذکر خیر قبل ازیں ۱۳؍دسمبر ۹۶ء کے شمارے کے اسی کالم میں کیا جاچکا ہے۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳ و ۶؍اکتوبر ۹۸ء میں آپؓ کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے جس میں تحریر شدہ اضافی واقعات و حالات ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

صوفیاء کا ایک خاندان مغل بادشاہ شاہجہاں کے زمانہ میں بخارا سے ہجرت کر کے ہندوستان وارد ہوا۔ اس خاندان میں مشہور صوفی حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب پیدا ہوئے جنہوں نے نوجوانی میں ہی دنیوی جاہ و حشمت ترک کر کے دلّی کے قریب ایک قصبے میں گوشہ نشینی اختیار کرلی اور سخت ریاضتیں کیں۔ آخر ایک روز بذریعہ کشف آپ کو ولایت عطا کی گئی اور ایک بزرگ نے یہ خبر دی کہ "ایک خاص نعمت تھی جو خانوادہ نبوت نے تیرے واسطے محفوظ رکھی تھی۔ اس کی ابتداء تجھ پر ہوئی ہے اور انجام اس کا مہدی موعود پر ہوگا"۔ آپ نے یہ خوشخبری پاکر سب سے پہلے اپنے تیرہ سالہ بیٹے حضرت خواجہ میر درد کی بیعت لی اور اس کے ساتھ ہی صوفیاء کے ایک نئے طریق "طریق محمدیہ" کی بنیاد ڈالی۔

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ حضرت خواجہ میر درد کے نواسے اور حضرت میر ناصر امیر صاحب کے صاحبزادے تھے۔ آپؓ کی والدہ کا نام روشن آراء بیگم تھا۔ اس خاندان کو ۱۸۵۷ء کے غدر میں دلّی سے انتہائی کسمپرسی کے عالم میں پانی پت کی طرف ہجرت کرنا پڑی تھی اور ایسے میں آپؓ کی والدہ نے صرف قرآن کریم کا وہ نسخہ اٹھانے پر ہی اکتفا کیا جو اُن کے مرحوم خاوند کی نشانی تھی۔ اڑہائی سال کے بعد یہ خاندان واپس دلّی آیا تو آپؓ کی والدہ محترمہ نے حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کو اپنے چھوٹے بھائی کے پاس ضلع گورداسپور کے ایک مقام مادھوپور بھجوادیا جہاں آپؓ نے ابتدائی تعلیم پائی۔ سولہ سال کی عمر میں آپؓ کی شادی سادات خاندان میں ہوگئی۔ آپؓ کی اہلیہ محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ بہت شریف النفس اور خاوند کی خدمتگذار خاتون تھیں۔ ۱۸۶۵ء میں آپؓ کے ہاں ایک بیٹی نے جنم لیا جس کا نام نصرت جہاں رکھا گیا۔

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ ۱۸۶۶ء میں محکمہ نہر میں اوورسیئر ملازم ہوگئے۔ اس دوران قواعد کے تحت آپ سے ایک سو روپے کی ضمانت طلب کی گئی لیکن آپؓ نے یہ کہہ کر رقم کی ادائیگی سے معذرت کردی کہ اپنے مشاہرہ میں بچت کر کے آپؓ اتنی رقم مہیا نہیں کرسکتے۔ آپؓ کے ساتھیوں نے آپکو سمجھایا کہ اس طرح جواب دینے سے ملازمت جانے کا اندیشہ ہے اور پھر اس محکمہ میں لوگ ناجائز ذرائع سے ہزاروں روپے کمارہے ہیں۔ لیکن آپؓ نے ناجائز آمد کو حرام سمجھا اور اِس سے دور رہے۔ جب انگریز افسران نے آپ کے جواب پر تحقیق کی تو وہ اتنے متاثر ہوئے کہ آپؓ کے لئے قاعدہ میں استثناء کردیا اور اس طرح اس آزمائش میں خداتعالیٰ نے آپؓ کو کامیاب فرمایا...... اور پھر یہی ملازمت آپؓ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے قریب لانے کا باعث بنی۔

چونکہ آپؓ کا تبادلہ مختلف جگہوں پر ہوتا رہتا تھا چنانچہ جب آپؓ قادیان کے قریب ایک گاؤں تتلہ میں نہر کھدوانے کے لئے متعین ہوئے تو آپؓ کے تعلقات حضرت اقدسؑ کے بڑے بھائی حضرت مرزا غلام قادر صاحب سے اپنے ماموں کی وساطت سے قائم ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد آپؓ کی اہلیہ کچھ بیمار ہوئیں تو حضرت مرزا غلام قادر صاحب نے آپؓ کو اپنی اہلیہ کو قادیان لے جانے اور اپنے والد بزرگوار حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب سے علاج کروانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپؓ اس وقت پہلی دفعہ قادیان آئے۔ اور بعد میں حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کی وفات کے بعد حضرت مرزا غلام قادر صاحب نے آپؓ کو قادیان آکر اُن کی حویلی میں قیام کرنے کی دعوت دی۔ اُن دنوں حضرت مرزا غلام قادر صاحب ملازمت کے سلسلہ میں وہاں نہیں رہتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ بالکل الگ تھلگ زندگی بسر کررہے تھے اس لئے حویلی کا ایک بڑا حصہ بالکل خالی پڑا تھا۔ اُس وقت حضرت اماں جان کی عمر ۱۳ سال کے قریب تھی۔ اُن دنوں بھی حضرت میر صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ تعلقات نہ ہونے کے باوجود بھی آپؑ کی نیکی اور تقویٰ سے ازحد متاثر تھے۔

حضرت میر صاحبؓ اُن ایام میں مسلمانوں کی حالت زار پر سخت پریشان تھے اور اس معاملہ میں فوراً ہر خدمت کے لئے تیار ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے پہلے مولانا عبداللہ غزنوی صاحب کی بیعت کی ہوئی تھی۔ اور جب انجمن حمایت اسلام کا آغاز ہوا تو آپ اسکے پُرجوش رکن بن گئے اور پھر ایک جلسہ عام میں اپنی مشہور نظم ۔

پھولوں کی گر طلب ہو تو پانی چمن کو دے
جنّت کی گر طلب ہے تو زرا انجمن کو دے

پڑھی اور انجمن کو بہت سا چندہ وصول کروایا۔

انہی دنوں "براہین احمدیہ" شائع ہوئی اور جب حضرت میر صاحبؓ نے اس کا مطالعہ کیا تو حضرت اقدسؑ کی بزرگی آپؓ پر اور بھی آشکار ہوئی۔ آپؓ نے حضورؑ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جس میں ایک امر یہ بھی تھا کہ "دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے نیک اور صالح داماد عطا کرے"۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پہلی شادی اپنی ایک رشتہ دار حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی تھی لیکن آپؑ کے اپنی اہلیہ سے خیالات نہ ملنے کی وجہ سے وقت کے ساتھ ساتھ باہمی تعلقات کم ہوتے چلے گئے چنانچہ پھر اکثر اوقات آپؑ تنہا ہی رہا کرتے تھے۔ انہی دنوں آپؑ کو الہاماً دوسری شادی کی بار بار خبر بھی دی گئی۔ چنانچہ آپؑ نے اپنا پیغام حضرت میر صاحبؓ کے ہاں بھجوایا۔ پہلے تو حضورؑ اور حضرت اماں جانؓ کی عمروں کے تفاوت کو دیکھ کر حضرت میر صاحبؓ کو انقباض پیدا ہوا لیکن پھر حضورؑ کے تقویٰ کے خیال سے پیغام قبول کر لیا گیا اور یوں ۱۸۸۴ء میں حضرت اماں جان کا نکاح حضرت مسیح موعودؑ سے دہلی میں مولوی نذیر حسین صاحب نے پڑھا۔

حضرت میر صاحبؓ نے ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر قبول احمدیت کی توفیق پائی اور پھر قادیان کے ہی ہو رہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت صاحب کے اکثر معجزات بچشم خود دیکھے ہیں۔ زلزلہ کے وقت سخت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسماعیل کا کیا ہوا۔ زلزلہ میں کہیں کسی مکان کے تلے دب کر مر گیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا مرا نہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے کہ "ڈاکٹر محمد اسماعیل"۔ وہ ڈاکٹر ہوگا۔ محمد اسحاق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپؑ کی دعا سے اچھا ہوا اور آپؑ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ یہ مرے گا نہیں"۔

حضرت میر صاحبؓ قادیان تشریف لاکر متفرق کاموں کی نگرانی کرتے رہے جن میں لنگر خانے کا انتظام، سلسلہ کی عمارات کی تعمیر اور حضورؑ کے باغ میں پودوں اور پھلدار درختوں کی دیکھ بھال شامل ہیں۔ ۱۸۹۸ء میں جب تعلیم الاسلام سکول کا آغاز ہوا تو آپؓ اُس کے پہلے ناظم مقرر ہوئے۔ آپؓ چونکہ دُوررس تھے اور حضورؑ کی قادیان کی ترقی کے بارے میں پیشگوئیوں پر کامل ایمان رکھتے تھے اس لئے آپؓ نے ڈھابوں میں بھرتی ڈلوانی شروع کی جو اُس وقت بہت سستی پڑ جاتی تھی۔ بعض لوگوں نے اسے سلسلہ کے پیسے کا ضیاع جانا اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا "میر صاحب کے کاموں میں دخل نہیں دینا چاہئے"۔ چنانچہ بعد میں اندازہ ہوا کہ ڈھاب بھرنے سے نہایت قیمتی زمین حاصل ہوگئی ہے۔

۱۹۰۶ء میں حضرت میر صاحبؓ نے اپنی نگرانی میں مسجد مبارک کی توسیع کروائی۔ یہاں بھی کھڑکیوں وغیرہ کے رکھوانے کے بارے میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا "جو کھڑکی وغیرہ میر صاحب نے جہاں رکھ دی ہے، وہیں رہنے دی جائے"۔

حضرت مسیح موعودؑ جب کبھی سفر پر تشریف لے جاتے تو حضرت میر صاحبؓ کو گھر کی حفاظت کے لئے قادیان میں چھوڑ جاتے لیکن آخری عمر میں آپؓ کو بھی ہمراہ لے جانے لگے چنانچہ حضورؑ کے آخری سفر لاہور کے موقع پر آپؓ بھی ہمراہ تھے۔

خلافتِ اولیٰ کے دور میں حضرت میر صاحبؓ نے غرباء اور یتامیٰ کا مناسب بندوبست کرنے کے بارے میں ساری ذمہ داری اپنے سر لے لی اور پھر جگہ جگہ تحریک کر کے چندہ اکٹھا کیا اور مسجد نور، نور ہسپتال، دارالضعفاء وغیرہ کی تعمیر اور اسی قسم کے دیگر کام سرانجام دیئے۔

حضرت میر صاحبؓ کی وضع قطع نہایت سادہ تھی اور آپؓ کسی کام کو بھی عار نہ سمجھتے تھے۔ آپؓ نے احباب کو تجارت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے قادیان میں ایک چھوٹی سی دوکان بھی کھولی تھی اور ایک مجلس بھی بنائی تھی جس میں کلو اجمیعاً ہوا کرتا تھا۔ اس مجلس میں غرباء بھی شامل تھے اور سارے ایک ہی جگہ بیٹھ کر نہایت محبت سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپؓ ان بھائیوں کو لے کر بیماروں کی عیادت کرنے بھی جایا کرتے اور بعض اوقات جمعہ کے روز بعض مجبور بھائیوں کے میلے کپڑے بھی دھو آتے تھے۔

حضرت اقدسؑ نے آپؓ کے بارے میں فرمایا:- "نہایت یکرنگ اور صاف باطن اور خداتعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہیں اور اللہ اور رسول کی اتباع کو سب چیز سے مقدم سمجھتے ہیں"۔

حضرت میر صاحبؓ نماز باجماعت کے بہت پابند تھے۔ حتّٰی کہ آخری عمر میں جب چلنا پھرنا بھی مشکل ہوگیا تھا، تو بھی باقاعدگی سے مسجد تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ کی خواہش تھی کہ قادیان میں قرآن کریم کی تعلیم کے لئے ایک ادارہ "دارالقرآن" قائم ہو۔ اگرچہ انجمن موجود تھی لیکن حضورؓ کی خواہش تھی کہ یہ کام میر صاحبؓ کی زیر نگرانی انجام پائے۔

حضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ کی وفات پر جب جماعت ایک عظیم فتنہ کا شکار ہوئی تو حضرت میر صاحبؓ نے دور دراز کے احباب کو صحیح صورتحال سے مطلع فرمانے کے لئے مدراس کا سفر کیا اور اس فتنہ کے تدارک کے لئے حضور علیہ السلام کی کتب کی اشاعت پر بہت زور دیا۔

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ ۱۹؍ستمبر ۲۴ء کو وفات پاگئے۔ حضرت مصلح موعودؓ اُن دنوں لندن تشریف لے گئے ہوئے تھے چنانچہ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے لندن میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ ☆ ☆

گلیلیو اور چرچ

شعور پانے کے بعد جب انسان نے کائنات کا مطالعہ شروع کیا تو کائنات کے بارے میں پہلا معروف نظریہ ارسطو نے یہ پیش کیا کہ زمین ساکن

اور کائنات کا مرکز ہے۔ پھر صدیوں بعد پولینڈ کے ایک ذہین سائنسدان کوپرنیکس نے نصف صدی کی تحقیقات کے بعد ۱۵۳۳ء میں روم میں لیکچر دیئے اور ارسطو کے نظریہ کو غلط ثابت کیا۔ ان لیکچرز کے مہمان خصوصی خود پوپ کلیمنٹ ہفتم تھے۔ اُس وقت کیتھولک چرچ کی طرف سے نئے نظریہ کی کوئی مخالفت نہ کی گئی لیکن جب کوپرنیکس کی کتاب جرمنی میں شائع کرنے کی کوشش کی گئی تو پروٹسٹنٹ تحریک کے بانی مارٹن لوتھر نے اس کی مخالفت کی۔ لیکن پرانے نظریات اتنے مقبول تھے کہ کوپر پہلے تو اپنی تحقیق کی اشاعت سے ہچکچاتا رہا اور پھر جب اُس کی آخری کتاب شائع ہوئی تو اُس میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ اُس کا نظریہ محض ایک حسابی مفروضہ ہے۔ ۲۴؍مئی ۱۵۴۳ء کو کوپرنیکس کا انتقال ہوگیا۔

سولہویں صدی میں اگرچہ دوربین کی ابتدائی شکل تیار ہوچکی تھی لیکن سترھویں صدی کے آغاز پر گلیلیو نے اس کی صلاحیت میں اتنا اضافہ کردیا کہ اشیاء بتیس گنا بڑی نظر آنے لگیں۔ جلد ہی گلیلیو نے اپنے مشاہدات اور حسابی نظریات کی بنیاد پر کوپر کے نظریات کی حمایت کا اعلان کردیا۔ گلیلیو پورے یورپ میں اپنی تحقیقات کی بنیاد پر پہلے ہی شہرت یافتہ تھا اور اُس کے مداحوں میں رؤساء کے علاوہ چرچ کے اعلیٰ عہدیدار بھی شامل تھے۔ چنانچہ اُس نے روم کا سفر کیا اور اپنے لیکچرز میں اپنی تحقیق پر روشنی ڈالی۔ چرچ کی طرف سے اب بھی کوئی مخالفت نہ ہوئی۔ لیکن جب ۱۶۱۳ء میں اُس کی کتاب شائع ہوئی جس میں سورج پر پڑنے والے دھبوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا تو اُس کی دریافتوں اور انداز بیان نے تہلکہ مچادیا۔ اور کچھ لوگ جو سابقہ نظریات کی تعلیم دیتے دیتے اپنی عمریں بسر کرچکے تھے، وہ نالاں ہوگئے۔ کچھ پادریوں نے بھی گلیلیو کے خیالات کو بائبل کے مخالف قرار دیدیا کیونکہ اس کے نظریہ کی وجہ سے بائبل کی بعض تعلیمات کو منسوخ سمجھنا پڑتا تھا مثلاً یشوع باب ۱۰ میں لکھا ہے کہ جب بنی اسرائیل کی اموریوں کے پانچ بادشاہوں سے جنگ ہوئی تو حضرت یوشع بن نون کی دعا سے سورج کی حرکت رُک گئی تاکہ دن ہی چڑھا رہے اور بنی اسرائیل اموریوں کو قتل کرکے انتقام لے سکیں۔ چنانچہ گلیلیو پر مقدس کتب سے انحراف کے الزام میں چرچ میں مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا جانے لگا۔ اس پر گلیلیو اور اُس کے شاگرد سائنسدان کیسٹلی نے بااثر افراد اور چرچ کے عہدیداروں کو خطوط لکھے کہ بائبل میں ایسی جگہوں کے تمثیلی معانی کئے جائیں تو بہتر ہوگا ورنہ حقائق ثابت ہونے کی صورت میں لوگوں کا بائبل پر سے ایمان کلیۃً اُٹھ جائے گا۔ اِن خطوط پر بہت کم لوگوں نے مثبت ردّعمل ظاہر کیا اور آخرکار گلیلیو کو چرچ کی عدالت میں حاضر ہونے کے لئے روم جانا پڑا۔

اُن دنوں ایسے عیسائیوں کو جو اپنے عقائد سے منحرف ہوجائیں چرچ کی طرف سے سزائیں سنائی جاتی تھیں۔ پہلے جائیداد کی ضبطی، گھروں کا منہدم کردینا اور شہری حقوق کی سلبی وغیرہ قسم کی سزائیں دی جایا کرتی تھیں لیکن ۱۲۲۴ء میں پوپ گریگری نہم نے سزائے موت کا قانون بھی جاری کردیا۔ چنانچہ اس کے بعد بعض لوگوں پر مقدمات چلاکر انہیں زندہ جلا دیا گیا یا پھر قید بامشقت کے لئے باہر بھجوادیا گیا۔ پہلے یہ طریقہ کار صرف فرانس اور اٹلی میں رائج ہوا لیکن پھر کیتھولک چرچ نے اسے اپنے استحکام کے لئے مفید سمجھتے ہوئے جرمنی، ہنگری اور سپین وغیرہ میں بھی رائج کردیا۔

پوپ اینوسینٹ چہارم کا دور آیا تو اُس نے ملزموں پر تشدد کرنے کا بھی حکم دے دیا چنانچہ عیسائیت سے نظریاتی اختلاف رکھنے والوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر عقوبت خانے میں پہنچایا جانے لگا جہاں مار پیٹ کی جاتی اور تشدد کے نتیجے میں ملزم اپنا مقدمہ شروع ہونے سے پہلے ہی مر جاتا تو بھی مقدمہ اُسی طرح چلتا رہتا اور اگر اُس کا عقائد سے انحراف ثابت ہو جاتا تو پھر ملزم کی قبر اکھیڑ دی جاتی اور ہڈیاں اور گلے سڑے اجزاء کا جلوس شہر میں نکالا جاتا۔ ساتھ میں بگل بھی بجتا تاکہ لوگ متوجہ ہوں۔ پھر ملزم کے باقی ماندہ حصوں کو نذر آتش کردیا جاتا۔ اور یہ مکروہ کھیل صدیوں تک کھیلا جاتا رہا۔

گلیلیو نے روم میں چرچ کے پادریوں کو دلائل سے سمجھانے کی کوشش کی تو سائنسی دلائل سُن کر پہلے تو وہ چکرا گئے لیکن پھر انہوں نے فیصلہ دیدیا کہ یہ دلائل بے جان ہیں اور زمین سورج کے گرد نہیں گھوم رہی۔ اس کے ساتھ ہی عوام کے لئے تین کتب کا مطالعہ ممنوع قرار دے دیا گیا جن میں سے ایک کوپرنیکس کی کتاب تھی۔ تاہم گلیلیو کی شہرت کے پیش نظر کوئی انتہائی قدم نہیں اٹھایا گیا اور پوپ جان پال پنجم نے گلیلیو سے ملاقات میں یہ بھی کہا کہ وہ اس کی ذہانت کی قدر کرتے ہیں اور اگر وہ چاہے تو اپنی تحقیق جاری رکھ سکتا ہے لیکن اُسے کوپرنیکس کے خیالات کی کھلم کھلا حمایت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

اگلے سات برس گلیلیو نے خاموشی سے اپنے گھر میں تحقیق میں مشغول رہ کر گزارے۔ اس دوران پوپ کا انتقال ہوگیا اور فرانس کے میفیو باربرین نئے پوپ بن گئے جن کے گلیلیو سے ذاتی مراسم تھے۔ اب گلیلیو نے اپنے اوپر سے پابندی ہٹانے کے لئے کوشش شروع کی تو اگرچہ اُسے پوری کامیابی تو حاصل نہ ہوئی لیکن یہ اجازت مل گئی کہ وہ ایک اور کتاب شائع کرسکتا ہے جس میں پرانے اور نئے نظریات کا موازنہ درج ہو اور نتیجہ کوپرنیکس کے حق میں نکالا گیا ہو۔

چنانچہ گلیلیو کی نئی کتاب منظر عام پر آئی جو فلکیات اور ادبی زبان کا شاہکار تھی۔ اگرچہ اس کتاب میں صرف موازنہ کیا گیا تھا اور نتیجہ نہیں نکالا گیا تھا لیکن پرانے پادریوں نے پھر واویلا کیا کہ گلیلیو نے جتنا نقصان عیسائیت کو پہنچایا اتنا کبھی کسی نے نہیں پہنچایا۔ چنانچہ پوپ نے بھی گلیلیو کی مخالفت شروع کردی اور اب اُس پر ایک اور مقدمہ چلا کر اُسے اپنے نظریات سے توبہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ گلیلیو اب بوڑھا ہوچکا تھا چنانچہ اُس نے ہمت ہار دی اور اپنے نظریات سے تائب ہونے کا اعلان کردیا۔ لیکن اس کے باوجود اُسے پہلے قید کی سزا سنائی گئی اور پھر نظربندی کی سزا دی گئی اور اس طرح اُس نے اپنی زندگی کے آخری چند سال اپنے کچھ وفادار شاگردوں کے ساتھ اپنے گھر میں نظربند رہ کر گزارے۔ آخری عمر میں وہ بصارت سے بھی محروم ہوگیا تھا اور آخرکار ۱۶۴۷ء میں اُس کا انتقال ہوگیا۔

آج کوئی ہوشمند شخص گلیلیو کی سچائی پر شک نہیں کرسکتا لیکن چرچ جب اپنی اُس زمانہ کی تاریخ بیان کرتا ہے تو اب بھی سارا الزام گلیلیو کے سر پر ہی ڈالتا ہے۔ چنانچہ مصنف کی رائے میں گلیلیو کو صرف اپنی تحقیق صرف فزکس تک ہی محدود رکھنی چاہئے تھی اور فلکیات میں تحقیق کرنا اُس کی پہلی غلطی تھی۔ دوسرا الزام اُس پر یہ ہے کہ اُس نے اپنے نظریات کے حق میں نامکمل دلائل پیش کئے۔

یہ تحقیقی مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۹؍ستمبر ۹۸ء میں مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ جو اپنے مضمون کے آخری حصے میں قرآن کریم کے حوالے سے سائنسی تحقیقات کی تصدیق کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ سورج مسلسل حرکت میں ہے اور وہ اس کہکشاں کے مرکز کے گرد گھوم رہا ہے اور اُس کی یہ گردش بائیس کروڑ پچیس لاکھ سال میں مکمل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور حرکت، کہکشاؤں کا ایک دوسرے سے دوری کے سفر، کی صورت میں جاری ہے۔ یہ نظریہ ۱۹۱۳ء میں امریکی سائنسدان سلیفر نے پیش کیا تھا اور بعد میں اسی نظریہ پر بگ بینگ تھیوری کی بنیاد رکھی گئی۔ اس تھیوری کے مطابق قریباً بیس ارب سال پہلے تمام مادہ ایک مختصر مقام پر نہایت کثیف حالت میں بند تھا۔ پھر اچانک عظیم الشان قوت کے ساتھ ایک دھماکہ ہوا اور وہ مادہ منتشر ہونا شروع ہوا۔ یہ انتشار آج بھی جاری ہے اور بیس ارب سال پہلے ہونے والے دھماکے کے نتیجے میں جو شعاعیں خارج ہوئی تھیں وہ آج بھی آلات کی مدد سے محسوس کی جاسکتی ہیں۔

۔......☆......☆......☆......۔

بعض نواحمدیوں کا قابلِ رشک اخلاص

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰؍اکتوبر ۹۸ء میں مکرم نسیم سیفی صاحب اپنے ذاتی مشاہدات کے حوالہ سے بیرون پاکستان کے بعض نواحمدی احباب کے قابل رشک اخلاص سے لبریز واقعات پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ انگلینڈ کے مکرم بلال نٹل صاحب نے جب قبول احمدیت کی توفیق پائی تو اپنے لئے جس نام کا انتخاب کیا وہ ایک حبشی کا نام تھا یعنی "بلال"۔ پھر جس طرح حضرت بلالؓ اذان دیا کرتے تھے، اسی طرح آپ بھی یہ خدمت نہایت شوق سے بجالاتے ہیں۔

سوئٹزرلینڈ کے عبدالرشید فاگل صاحب نے نائیجیریا میں قیام کے دوران احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے ایک مقامی اخبار میں ہماری کتب کا اشتہار پڑھ کر کتب منگوائیں اور پھر خط وکتابت کے ذریعے کچھ استفسارات کئے اور بیعت کرلی۔ پھر وہ چھ سات سو میل کا سفر کرکے لیگوس احمدیہ مشن تشریف لائے۔ مضمون نگار کا بیان ہے کہ اُن کے یورپین ہونے کے پیش نظر سوچا گیا کہ اِن کا انتظام کسی اچھے سے ہوٹل میں کردینا چاہئے۔ چنانچہ ہوائی اڈے سے انہیں ایک ہوٹل میں لے جایا گیا۔ لیکن جب وہ وہاں پہنچے تو کہنے لگے کہ یہ مشن ہاؤس تو نہیں معلوم ہوتا، میں تو اسلئے یہاں آیا ہوں کہ دن رات قریب رہ کر علمی اور عملی فائدہ حاصل کروں۔ چنانچہ پھر انہیں مشن ہاؤس میں لایا گیا۔

ایک بہن ناصرہ زمرمن کا تعلق ہالینڈ سے ہے اور وہ قرآن کریم کا ڈچ زبان میں ترجمہ کررہی تھیں جب اُن کی توجہ اسلام کی طرف ہوئی حتیٰ کہ ابھی ترجمہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے احمدیت قبول کرلی۔ نائیجیریا کی آزادی کے جشن کے سلسلہ میں جو وہ حکومت کی دعوت پر نائیجیریا آئیں تو اُن کی ملاقات مضمون نگار سے بھی ہوئی۔ اپنے چند روزہ قیام کے دوران انہوں نے اخباری نمائندوں کو اپنے احمدی ہونے اور اسلام کے بہترین مذہب ہونے کے بارے میں انٹرویو دیئے اور ٹیلی ویژن پر ایک پروگرام میں اسلام کی خوبیاں بیان کیں۔ اسی دوران انہوں نے محسوس کیا کہ نائیجیریا میں دعوت الی اللہ کے کام کو تیزتر کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہالینڈ واپس جاتے ہی انہوں نے نائیجیریا آنے کیلئے پروگرام بناکر کوشش شروع کردی اور پھر وہاں آکر جماعتی ہدایت کے مطابق کام شروع کردیا۔ انہوں نے احمدیہ اخبار "ٹرتھ" کی خوب قلمی معاونت کی۔ پھر وہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے سوڈان چلی گئیں اور وہاں تبلیغ میں سرگرم ہوگئیں۔

مضمون نگار افریقی احمدیوں کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جلسہ سالانہ غانا کے موقع پر جب مالی قربانیاں پیش کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے تو بہت ایمان افروز نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ مختلف جماعتیں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہیں اور انفرادی طور پر لوگ اپنی توفیق سے بڑھ کر پیش کرتے ہیں۔

۱۹۵۵ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ بغرض علاج یورپ تشریف لے گئے تو نائیجیریا کی جماعت نے اپنے ایک نمائندہ Mr.A.G.Kuku کو حضورؓ کی عیادت کے لئے یورپ بھجوایا۔ مسٹر کوکو نے اخلاص کا جو نمونہ یورپ میں دکھایا اُس پر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اپنے ایک خطاب میں نہایت خوشی کا اظہار کیا۔

۔......☆......☆......☆......۔

ہمیں موصول ہونے والے دیگر رسائل میں ہفت روزہ "بدر" قادیان کے بعض شماروں کے علاوہ جماعت احمدیہ امریکہ کا ماہنامہ "النور" اکتوبر ۹۸ء، جماعت احمدیہ برطانیہ کا ماہنامہ "اخبار احمدیہ" اکتوبر ۹۸ء، دسمبر ۹۸ء، لجنہ اماء اللہ ناروے کا سہ ماہی "زینب" اکتوبر تا دسمبر ۹۸ء، جماعت احمدیہ کیرلہ کا ماہنامہ "ستھیادوتن" نومبر ۹۸ء، جماعت احمدیہ کینیڈا کا "احمدیہ گزٹ" نومبر ۹۸ء، ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ نومبر ۹۸ء شامل ہیں۔

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

07/05/99 - 13/05/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 7th May 1999
20th Muharram 1419

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No. 25
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 119 Rec: 26.12.95 (R)
02.25 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 12.12.85
03.25 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.30 Learning Arabic: Lesson No.39 (R)
04.50 Homeopathy Class: Lesson No.30 Rec: 08.08.94
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No. 25
07.15 Saraiky Programme: Tarjumatul Quran Rec.03.11.94
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.119 (R)
09.45 Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service:
11.25 Bengali Service: Blessings Of Ahmadiyyat, Nazm
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Darood Shareef
13.00 Friday Sermon - LIVE
14.00 Documentary: Industrial Exhibition 98 Final Part
14.25 Rencontre Avec Les Francophones(New): Rec:02.05.99
15.25 Friday Sermon: Rec 07.05.99(R)
16.30 Children's Corner: Let's Learn Salat, Pt8
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.35 Urdu Class(New): with Huzoor Rec:05.05.99
19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.120 Rec: 27.12.95
20.45 MTA Belgium: Children's Class, No.31
21.20 Medical Matters: Children's Health
21.55 Friday Sermon: Rec 07.05.99(R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones(N): (R)

Saturday 8th May 1999
21st Muharram 1419

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt8
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 120 (R)
02.05 Friday Sermon: Rec: 07.05.99 (R)
03.10 Urdu Class(New): Rec: 05.05.99(R)
04.25 Computers for Everyone: Part 109 (R)
04.55 Rencontre Avec Les Francophones(N): (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt8
07.20 MTA Mauritius: Flower Exhibition
07.45 MTA Mauritius: Stalls organised by Lajna
08.05 Medical Matters: Children's Health (R)
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 120(R)
09.55 Urdu Class(New): Rec: 05.05.99(R)
11.00 Indonesian Service: Various Programme
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Danish: Lesson No. 22
13.10 Interview: Mahmood Ahmad ShahidSb,Pt2
14.05 Bengali Service
15.05 Children's Class(New): with Huzoor Rec: 08.05.99
16.20 Children's Corner: Quran Quiz Pt49
16.41 Hikayate Shereen: Story No. 7
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class(New): Rec: 07.05.99
19.31 Liqa Ma'al Arab: Session No.121 Rec: 28.12.95
20.35 Al Tafeseer ul Kabir: Lesson No.40
21.00 Q/A With Huzoor: from London Rec: 15.03.98
22.19 Children's Class(New): with Huzoor (R)
23.25 Learning Danish: Lesson No.22(R)

Sunday 9th May 1999
22nd Muharram 1419

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.55 Children's Corner: Quran Quiz, No.49 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.121(R) Rec: 28.12.95
02.20 Interview: Mahmood Ahmad Shahid Sb (R)
03.15 Urdu Class(New): Rec: 07.05.99 (R)
04.20 Learning Danish: Lesson No. 22 (R)
04.55 Children's Class(New): with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.55 Children's Corner: Quran Quiz, Part 49(R)
07.15 Q/A Session: with Huzoor, from London Rec: 15.03.98 (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.121(R)
10.00 Urdu Class(New): Rec: 05.05.99 (R)
11.00 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No. 123
13.10 Friday Sermon: Rec: 07.05.99 (R)
14.15 Bengali Service
15.15 Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor, Rec: 29.10.95, Part 1
16.20 Children's Class: with Huzoor Part 1
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.25 Urdu Class(New): Rec: 08.05.99
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.122 Rec: 02.01.96
20.35 Albanian Programme No. 1
21.25 Dars ul Quran: No.8, Rec: 29.02.98
22.50 Mulaqat With Huzoor: Part 1 (R)

Monday 10th May 1999
23rd Muharram 1419

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55 Children's Class: with Huzoor
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No. 122(R) Rec: 02.01.96
02.25 MTA USA: Speech Ahmadiyyat, a new generation in USA
03.15 Urdu Class(New): Rec:08.05.99 (R)
04.25 Learning Chinese: Lesson No. 123
04.55 Mulaqat With Huzoor: Rec 29.10.95 (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50 Children's Corner (R)
07.25 Dars ul Quran: Lesson No.8 (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab Session No. 122 (R)
09.50 Urdu Class(New): Rec: 08.05.99 (R)
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.15
13.10 MTA Sports: Cricket Rabwah vs. Jhang
14.00 Bengali Service: The Advent of the Promised Messiah(AS)
15.00 Homeopathy Class: Lesson No. 31 Rec: 09.08.94
16.20 Children's Corner
16.50 German Service
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: With Huzoor
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.123 Rec: 03.01.96
20.35 Turkish Prog: Introduction to Ahmadiyyat Programme No. 6
21.10 Rohani Khazaine, No.3
21.45 Documentary: Islamic Spain
22.05 Homoeopathy Class: Lesson No.31(R)
23.20 Learning Norwegian: Lesson No.15 (R)

Tuesday 11th May 1999
24th Muharram 1419

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.45 Children's Corner (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 123 (R)
02.30 MTA Sports: Blind People Playing Cricket
02.50 Urdu Class: with Huzoor (R)
04.05 Learning Norwegian: Lesson No.15 (R)
04.40 Homoeopathy Class: Lesson No. 31(R)
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.40 Children's Corner
07.10 Pushto Programme: Friday sermon Rec: 24.10.97
08.10 Quiz: Rohani Khazaine No.3 (R) Rec: 03.01.96
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.123 (R)
09.50 Urdu Class: with Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning French: Lesson No.35
13.05 Friday Sermon: Rec. 17.03.99
13.50 Bengali Service
14.50 Mulaqat with Huzoor.
16.00 Children's Corner: Quran Pronunciation
16.15 Children's Corner: Waqfeen e Nau Session
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: with Huzoor
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.124 Rec: 04.01.96
20.40 Norwegian Service: Contemporary Issues No. 4
21.10 Hamari Kaenat: No.169
21.40 Mulaqat with Huzoor (R)
22.45 Learning French: Lesson No. 35 (R)
23.15 Speech: The Blessing Of The Khilafat,Pt1

Wednesday 12th May 1999
25th Muharrum 1420

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.50 Children's Corner: Quran Pronunciation
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.124 (R)
02.08 Children's Corner: Waqfeen e Nau (R)
02.45 Urdu Class: with Huzoor (R)
03.50 Learning French: Lesson No.35 (R)
04.20 Speech: The blessing Of Khilafat, Pt1 (R)
05.00 Mulaqat with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner: Quran Pronunciation
07.05 Swahili Service: Seerat un Nabi (SAW) Pt5
07.55 Dars ul Hadith
08.15 Hamari Kaenat: No. 169 (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.124(R)
09.50 Urdu Class: with Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning German: Lesson No.3
13.10 Tabarukaat: Speech By Maulana Abul Ata Sahib, J/S Rabwah 1955
14.00 Bengali Service: F/S, Rec:12.05.99
15.05 Mulaqat with Huzoor Rec: 03.12.95
16.05 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
16.30 Children's Corner: Ilme & Tafreehi Prog.
17.00 German Service:
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class: with Huzoor
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.125 Rec: 09.01.96
20.45 French Programme: Life of The Holy Prophet (SAW), Part 5
21.05 MTA Lifestyle: Al Maidah
21.15 MTA Lifestyle: Hunar 'Stained Glass'
21.40 Correct use of English: from Pakistan No.2
22.00 Mulaqat with Huzoor: Rec: 03.12.95 (R)
23.20 Learning German: Lesson No.3 (R)

Thursday13th May 1999
26th Muharrum 1420

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50 Children's Corner: Muqabla Hifz e Ishaar
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.125
02.25 Tabarukaat: Speech J/S 1955 (R)
03.10 Urdu Class: with Huzoor (R)
04.20 Learning German: Lesson No.3(R)
04.55 Mulaqat Rec: 03.12.95(R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.35 Children's Corner: Muqabla Hifz e Ishaar
07.00 Sindhi Program: Friday Sermon Rec: 23.05.97
08.20 MTA Lifestyle: Hunar, 'Stained Glass'(R)
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.125 (R)
09.50 Urdu Class: with Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Arabic: Lesson No.40
12.55 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 27.12.85 Part 1
14.00 Bengali Service: Mulaqat with Huzoor Rec: 10.08.94
15.10 Homoeopathy Class: Lesson No.32 Rec: 15.08.94
16.15 Children's Corner: Quran Pronunciation No.27
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.25 Urdu Class: with Huzoor
19.30 Liqa Ma'al Arab
20.35 Speech: Responsibilities Of The Ansarullah By: Ch. Hameedullah Sahib
21.30 Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 92
22.05 Homoeopathy Class: Lesson No.32 (R)
23.10 Learning Arabic: Lesson No.40(R)
23.30 Sajray Phull: Seerat Mian Mohammad Yousuf Sahib

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 | Friday, May 7, 1999 | Issue No. 19

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

ایک پیر صاحب کی کہانی

محمد بلال صاحب معاون مدیر ماہنامہ 'اشراق' لاہور کی زبانی ایک "پیر طریقت" کی کہانی:

"ایک دفعہ میں اپنے چند بے تکلف دوستوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں ایک پیر پرست صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ ان صاحب نے کہا ہمارے فلاں پیر صاحب بہت بڑے ولی ہیں اور بہت پہنچے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: ولی یعنی دینی لحاظ سے ایک بڑا آدمی ہونے کا معیار کیا ہے؟ انہوں نے کہا: سنا ہے کہ ہمارے پیر صاحب ہوائیں اڑتے تھے۔ میں نے کہا: بس اڑتے تھے یا کسی کو ساتھ اڑاتے بھی تھے۔ میرے اس سوال پر حیران ہوگئے اور میرا سوال بے جواب ہی رہا۔ میں نے کہا: سائنس دانوں نے ہوائی جہاز بنا دیا ہے، اس میں پائلٹ اڑتا ہے اور ساتھ ہمیں بھی اڑاتا ہے۔ وہاں ہمیں جوس بھی پلائے جاتے ہیں، پڑھنے کے لئے اخبار اور رسالے بھی دئے جاتے ہیں اور بڑی آرام دہ سیٹوں پر بٹھایا جاتا ہے۔ آپ کے مقرر کردہ معیار کے مطابق دیکھیں تو یہ سائنس دان اور پائلٹ زیادہ بڑے "ولی" ہیں؟ اس کا جواب بھی خاموشی تھا۔ میں نے کہا: خدا نے آدمی کو فضیلت کا معیار تقویٰ قرار دیا ہے۔ آپ ان پیر صاحب کا کوئی تقویٰ سے متعلق واقعہ سنائیں تو اس کی کوئی دینی لحاظ سے اہمیت ہوگی **ورنہ محض ہوا میں اڑنا تو بس ایک فن ہے۔ اس کا دین سے کیا تعلق**"۔

("اشراق" نومبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۷۱)

☆......☆......☆

شخصیت پرستی کا پاکستانی بت

سرفراز حسین صاحب کا اداریہ رسالہ "المرشد" لاہور (مورخہ ستمبر ۱۹۹۸ء):

"بت صرف وہی نہیں ہوتے جنہیں پتھروں سے تراش کر بنایا جائے، جنہیں چھوا جا سکے اور مادی آنکھوں سے دیکھا جا سکے۔ بتوں کی ذیل میں تو شخصیت پرستی بھی آتی ہے۔ بت تو اپنی اپنی "انا" کے بھی ہوتے ہیں۔ بتوں کے زمرے میں تو وہ ممالک اور عالمی مالیاتی ادارے بھی آتے ہیں جنہیں ہم اپنی زیست وبقا کا سامان سمجھتے ہیں اور ان کے آگے گڑگڑاتے ہیں۔ بت تو وہ منافق حکومتیں بھی ہیں جو ہر بار نفاذ اسلام کے وعدہ پر برسر اقتدار آ کر کافرانہ نظام جاری رکھتی ہیں۔ جن پر نام نہاد مذہبی جماعتیں نفاذ اسلام کے لئے تکیہ کئے بیٹھی ہیں باوجود کہ وہ حکومتیں اسلام کے غیر سودی نظام کو ناقابل عمل اور معیشت کی تباہی کا باعث سمجھتی ہیں۔ بت تو وہ حکومتیں بھی ہیں جن کے ہاں اذان بجتا رہا ہے۔ جو اسلامی تعزیرات کو وحشیانہ سزائیں قرار دیتی رہی ہیں۔ اس کے باوجود کچھ دینی جماعتیں ان کی مدد سے نفاذ اسلام کی راہ دیکھ رہی ہیں۔ بتوں میں یہ سب مذہبی جماعتیں بھی شامل ہیں جو کبھی اسلام کے لئے باہم اکٹھی نہ ہوسکیں اور اپنا اپنا بت اٹھائے پچاس سال سے اس کے آگے سرنگوں ہیں۔ بت پرستی میں تو وہ بھی شامل ہیں جو قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے کرپٹ ممبران کو قبلہ حاجات سمجھ کر ووٹ دیتے ہیں کہ وہ ان کے لئے مشکل کشا ثابت ہونگے۔ بت تو وہ موجودہ کافرانہ نظام بھی ہے جس کو جاری وساری رکھنے کے لئے ہم سب متفق ومتحد ہیں۔ بتوں میں تو وہ علماء وشیوخ بھی آتے ہیں جو بے معرکہ مناجات سحر میں مشغول ہیں۔ بت پرستی میں تو وہ بھی شامل ہیں جو وسائل پر انحصار کئے اس انتظار میں زندگیاں ضائع کر رہے ہیں کہ وسائل مہیا ہوں تو نفاذ اسلام کے لئے جدوجہد شروع کریں.......... تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم.........ان سب کے لئے دعا ہے کہ

چونکا دے کوئی حادثہ وقت انہیں بھی
بیٹھے ہوئے جو خواب سحر دیکھ رہے ہیں"

☆......☆......☆

ایک نہایت دلچسپ واقعہ

مولوی حسین احمد مدنی نے اپنی کتاب "نقش حیات" صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵ میں لکھا ہے کہ:۔

"مجھ کو بخوبی یاد ہے کہ غالباً ۱۹۲۵ء یا اسی کے قریب زمانہ میں پنجاب کے اخباروں میں ایک واقعہ چھپا تھا کہ کسی گاؤں کا امام وہاں کے ایک ہندو بنئے کا مقروض تھا۔ قرضہ بڑھ گیا تھا۔ بنئے نے تقاضا کیا اور آئندہ قرض دینا بند کر دیا۔ امام صاحب نے اسے سمجھایا مگر وہ بنیا نہ مانا۔ امام صاحب دھمکی دے کر چلے گئے اور مسجد میں بعد نماز جمعہ اعلان کر دیا کہ فلاں بنیا وہابی ہو گیا ہے، اس سے کسی قسم کا معاملہ خرید و فروخت آمد ورفت جائز نہیں رہی۔ تمام باشندگان دیہہ نے بنیا کا بائیکاٹ کر دیا۔ بنیا بے چارہ دن بھر دوکان پر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا تھا اور کوئی اس کی دکان پر نہ آتا تھا۔ اس نے بعض لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ تو وہابی ہو گیا ہے اس لئے ہم تم سے لین دین نہیں کر سکتے۔ بالآخر اس بنئے نے جا کر امام صاحب سے صلح کر لی تو امام صاحب نے اگلے جمعہ اعلان کر دیا کہ **بنئے نے وہابیت سے توبہ کر لی ہے**۔ اب لین دین جاری کردو۔ چنانچہ بازار کھل گیا۔ خیال کیجئے کہ بنئے کا ہندو اور بت پرست مشرک ہونا تو لین دین میں حارج نہ تھا مگر وہابی ہونا حارج ہو گیا"۔

(بحوالہ کتاب "سیرت اشرف" جلد دوم صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴۔ از منشی عبدالرحمن خان ۔ ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

☆......☆......☆

تکفیر کے جواب میں دو اشعار

"مرا کافر گر گفتی غمے نیست
چراغ کذب را نبود فروغے
مسلمانت بخوانم در جوابش
دروغے را جزا باشد دروغے

یعنی مجھے اگر تم نے کافر کہا ہے تو مجھے کوئی غم نہیں ہے کیونکہ جھوٹ کا چراغ کبھی جلا نہیں کرتا۔ تم نے مجھے کافر کہا...... میں اس کے جواب میں تمہیں مسلمان کہتا ہوں......اس لئے کہ جھوٹ کا بدلہ جھوٹ ہی ہو سکتا ہے"۔

(ارشادات اکابر صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴۔ از جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی۔ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

☆......☆......☆

اسلام کا نعرہ لگانے والوں کی انسانیت سوز اور دردناک کیفیت

جماعت اسلامی کے ایک سابق لیڈر جناب امین احسن اصلاحی کی ایک تحریر جو ماہنامہ "اشراق" (۳/مارچ ۱۹۹۸ء) نے ان کی وفات کے بعد شائع کی:

"..........پاکستان بننے کے بعد زندگی کے دوسرے میدانوں میں ہم نے جو ترقی بھی کی ہو لیکن جہاں تک اسلام، اسلامی تعلیم اور اسلامی اخلاق و تہذیب کا تعلق ہے ان میں نہ صرف یہ کہ ہم نے کوئی ترقی نہیں کی ہے بلکہ ان کے جو بچے کھچے آثار ہماری زندگیوں میں باقی تھے وہ بھی ہم نے مٹائے ہیں۔ البتہ انگریزوں سے ان کی تہذیب و معاشرت کی جو چیزیں ہم نے اختیار کی تھیں ان میں ادھر چند سالوں کے اندر اندر بڑا غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ہماری زندگی کے جو شعبے ابھی تک مغربی اثرات سے بالکل پاک تھے یا بہت کم متاثر تھے وہ بھی اب اتنی تیزی سے بدل رہے ہیں کہ اگر اس چیز کو قومی ترقی کے لئے معیار مان لیا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ ہماری قوم بڑی تیز روی کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ مغربی تہذیب کی جو باتیں ایک خاص طبقہ کے اندر محدود تھیں وہ اب عام ہو رہی ہیں۔ جو چیزیں عیب خیال کی جاتی تھیں وہ اب ہنر سمجھی جانے لگی ہیں۔ جو باتیں خال خال افراد اختیار کرتے تھے اور وہ بھی ڈرتے ڈرتے اور شرماتے شرماتے، اب ہمارے تہذیبی اداروں اور ہماری کلچرل سوسائٹیوں اور ہمارے تعلیمی مرکزوں میں ان کی باقاعدہ تربیت دی جارہی ہے۔ زنا، شراب، رقص وسرود، بے پردگی، عریانی، فحاشی، سینما، سود، رشوت، قمار بازی، ہپی ازم اور اس قبیل کی تمام برائیاں اپنے تمام نتائج ولوازم کے ساتھ روز بروز ترقی پذیر ہیں اور ان میں سے ہر چیز وقت کا فیشن بنتی جارہی ہے۔

اس کے بالمقابل مسجدیں ویران ہوتی جا رہی ہیں، دینی مدرسوں میں خاک اڑ رہی ہے، دین کے جاننے والے اٹھتے چلے جا رہے ہیں اور جو جگہیں خالی ہو رہی ہیں ان کے بھرنے والے نہیں پیدا ہوتے۔ اسلامی رسائل و اخبارات آہستہ آہستہ دم توڑ رہے ہیں۔ مذہبی طبقہ کی کسمپرسی جو پہلے بھی کچھ کم نہ تھی اب اپنی آخری حد کو پہنچ رہی ہے"۔

کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ گم کردہ راہ قافلہ ہادیٔ وقت اور مسیح دوران کی ربانی آواز سنے اور اسلام کی حقیقی روح سے آشنا ہو کر محمد مصطفیٰ ﷺ کی عالمگیر روحانی حکومت کے لئے سرگرم عمل ہو جائے۔

اے عزیزو کب تلک چل سکتی ہے کاغذ کی ناؤ
ایک دن ہے غرق ہونا با دو چشم اشکبار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔